

مٹاویٰ علیگیری

پس
ایک نظر

حاجہ حفصہ علیگیری

آلہ نوری



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

عکس

- 8 پیش لفظ ----- خالد گر جاہلی
13 مقدمہ ----- خواجہ محمد قاسم مرحوم

16 ----- کتاب الطہارۃ:

کھٹل سے وضو ٹوٹنا (16) دوسرے کا (16) ضبط نفس (16) یہ معمولی کیس ہے (16) بائی ائر
(17) کپڑا پلیٹ کر (17) سلاجیت (17) گذراوقات (17) یہ فرق کیوں؟ (17) کتا اور جاری پانی (17)
پرنا لے کا جاری پانی (18) خوشبو کا استعمال (18) بیس کا چکر (18) نیند سے وضو (19) شراب سے وضو (19)
کھلیوں اور کیڑوں کوڑوں کیلئے خوشخبری (19) مستعمل پانی (19) اقوال کی جنگ (20) ہرچہ درکان منک رفت
(20) چاٹ لے (20) نجاست بقدر درہم (20)

21 ----- کتاب الصلوۃ:

صبح کی اذان (21) بچے کی اذان (21) عورت کی اذان (21) الصلوۃ والسلام علیک (21) مسجد
میں اذان (21) تھویب (22) کانوں میں انگلیاں (22) امام اور مقتدی کب کھڑے ہوں (22) امام کب
تکبیر کہے (23) محراب (23) بجائے تکبیر کے (23) ہر زبان میں نماز (23) حد قیام (24) ایک ٹانگ پر
(24) فرض قرأت (24) رکعت بلا قرأت (24) حد رکوع (24) رکوع اور قومہ دونوں ہضم (25) سجدہ
(25) پل (25) امام سے پہلے فارغ (25) ایک سپر لیس (26) سنت دشمنی (26) مقابلہ حسن (26) صف بندی
(27) نسوانیت (27) ل کر کھڑا ہونا (27) نہ فاتحہ نہ درود (27) تراویح اور تہجد میں فرق؟ (28) حق ملکیت
(28) ملازمین کو جمعہ معاف (28) خطبہ (28) دوران خطبہ میں (29) اقتداء (29) نماز عید سے پہلے خطبہ
(29) خطبہ میں تعلیم (29) سنت سے "مجت" (30) استقبال جنازہ (30) کلمہ شہادت؟ (31) فاتحہ (31)
اٹھا جنازہ (31) مسجد میں نماز جنازہ (31) نوگزے (32) یہ حزار (32) یہ عرس (32) پرانی قبریں (33)
سنت سے درہم تہمتی (33) جو توں سمیت (33) قتل اور ساتے (33) پھوڑی (33) ماتمی لباس (34)

34 ----- کتاب الصوم:

صدقہ فطر (34) بچت (34) روزہ دار کیلئے پانی کا استعمال (35) شوال کے روزے (35) انگلی
(35) تیل لگا کر (35) نیچے سے (36) پیار (36) کندہم جنس (36) مضبوط روزہ (36) مشت زنی
(36) اعکاف کی قسمیں (36) آداب اعکاف (37) مستکف نشہ (37) یہ نہ روایہ (38)

کتاب المناسک: 38

قبلہ حاجی صاحب (38) دیوی درشن (38) رونے کی جالی (38) اہل توحید (39) وسیلہ در وسیلہ (39) مدینہ کے عاشق (39)

کتاب النکاح: 39

لچے لنگے گواہ (39) شرابی گواہ (39) حق مہر میں شراب اور خزیر (40) علم غیب (40) نکاح ٹوٹ گیا (40) بیوی پرنس (41) پھنوروندی (41) چنگلی سے حرمت (42) بال چھونے سے حرمت (42) ناخن چھونے سے حرمت (42) فقہ شریف (42) اچانک حرمت (43) بچی سے جماع کرنے میں حرمت (43) کرامت (43) تحقیق (43) انزال سے حرمت نہیں (44) بد فعلی سے حرمت نہیں (44) جماع کرنے میں حرمت نہیں (44) پستان پکڑنے سے حرمت (44) گالی سے حرمت (44) باپ (44) بیٹا (45) ساس (45) داماد (45) شہوت کا مطلب (45) کپڑا لپیٹ کر (45) عارضی نکاح (46) دھکے شامی (46) یارانے (46) کٹواری زانیہ (47)

کتاب الرضاع: 47

مدت رضاعت (47) بغیر باپ کے رضاعی ماں (47) نہایت ضروری مسئلہ (47) دودھیل مرد (48) مردہ کا دودھ (48) کبیرا رویا (48)

کتاب الطلاق: 48

عسیلہ؟ (48) تا کید مزید (48) ڈاکٹری رپورٹ (48) بوڑھا مکمل (49) بیٹھا بیٹھا پ (49) کڑوا کڑوا تھو (49) حلالہ (49)

کتاب الحدود: 50

زنا جائز (50) کیونکہ یہ زنا نہیں ہے (50) نکاح پر نکاح (50) الگ الگ اور اکٹھی تین طلاقیں میں فرق (51) وزیر آباد کیس (51) پیسے طے کر کے (51) شفقت (51) وضاحت (51) وحشی، درندگی (52) بڑی مہربانی (52) پرانی عادت (52) آسان طریقہ (52) ہمدردی (52) ہمارا تو نکاح (53) اندھا دھند (53) شامی مذہب (53)

کتاب الشراب: 53

گھوٹ گھوٹ پیٹیاں (53) شراب (53) لکچر (54)

44 ----- کتاب السرقۃ :

دس درہم یا تین درہم (54) ایک گھر سے مکمل چوری (54) قسط وار چوری (54) حفظ ما تقدم (55)
 مقدس چوری (55) لائبریری (55) مقروض کی چوری (55) چکی پکائی دیگ (55) انوا (56) بالا جماع
 (56) نکلندی (56) خیمے کی چوری (56) کفن چور (56) کانوائے (57) انجن ہضم (57) رنگے ہاتھوں
 (57) کیسے کیسے طریقے (57) فقہیات (57) ہاتھوں ہاتھ (58) رہنما اصول (58) پانی کی طاقت سے (58)
 گدھے کے ذریعے (58) کبوتر کے ذریعے (58) نقب لگا کر (59) دروازہ کھلتا تھا (59) شادی (59) گھر کا
 بھیدی (59) نکل کر (60) مک مکا (60) غائب (60) فرار (60) تعاقب بھی نہیں (60) انتظار (60)
 مزار (61) ماہرہ زوئے (61) آخر تک بچانے کی کوشش (61) تصاب (62)

62 ----- کچھ ہدایات ہدایہ :

خانہ خدا میں چوریاں (62) پارٹنر (62) کھلی چھٹی (62) جیب تراشی (63) مجموعہ دعویٰ (63) چور
 اور فقہ (63)

63 ----- کتاب المفقود :

نوے سال (63)

64 ----- کتاب البیوع :

یہ لاؤڈ اسپیکر اور یہ بے وقت کی رائگنیاں (64) لواطت پر حد نہیں (64) حنفیت (64) جعلی
 سرٹیفکیٹ (65) تقویٰ (65) یہاں کتے کا گوشت بکتا ہے (65) لونڈی کے دودھ کی دوکان (65) سامان لہود
 لعب کی بیخ (65) سودا گر ان شراب (66) ناجائز جائز (66)

66 ----- کتاب ادب القاضی :

مقلد اور مفتی (66) اقوال (67) کیا مطلب (67) اتخذ واحبارہم (67) ذالیماں (67)

67 ----- کتاب الاکراه :

جبری طلاق (67) جبری نکاح (68) جبری ظہار (68)

69 ----- کتاب الغصب :

قرض معاف کرانے کا بہترین حیلہ (69)

سبحان اللہ (69) بھگوان (69) نیم مردہ (69) بتوں کا چڑھاوا (70) کو احلال (70) اونٹ مردہ (70) گوا اور مرغی برابر (70) بھڑ کے کیزے (71) چمگاڈ (71) آلو (71) فخر (71) بالواسطہ (71) کتے اور بکری کی مخلوط اولاد اور اس کا حمل (72) کپورے حرام (72)

کتاب الاضحیۃ: ----- 72

شہر اور دیہات کے لئے الگ الگ شریعت (72) سورج ڈھلے قربانی (73) نماز فجر سے بھی پہلے قربانی (73)

کتاب الکریہیۃ: ----- 73

تصویر (73) الحمد للہ (73) درود شریف (74) دوران تلاوت (74) ام الکتاب (74) قتل شریف کا ختم شریف (75) مناقب بزرگان (75) ایصال ثواب کی محفلیں (75) والدین امنوا اشد حبا للہ (75) بخت نبی فاطمہؑ (75) ختم قرآن کے موقع پر دعا (76) باقی سب منقول ہے (76) یہ مظلوم دعائیں (76) تنہیک (76) نعرہ رسالت (76) حق (77) روضہ مبارک کی شمیمہ (77) مساجد میں نقش و نگار (77) یہ متقی لوگ (77) مسجد یا پہاڑیوں کا کیمپ (77) مسجد میں گفتگو (78) مسجد کی چھت (78) ادب والے (78) ٹشو پیچہ (78) مظلوم قرآن (78) تین گدھے (79) درندہ نہیں (79) پاکٹ سائز (79) صحابہؓ کو تو معاف کر دو (79) جس کا کام ای کو سا ہے (79) بے غیرت (80) بیگانی لونڈی (80) ہاتھ لگا کر (81) کنار (81) نظر بازی (81) پاؤں بھی (81) بانہیں بھی (81) دانت بھی (82) پنڈلیاں بھی (82) مصافحہ بھی (82) معافندہ (82) زلفیں (82) عمامہ شریف پر پھرار (82) ریشمی چادر (82) ریشمی لباس (83) ریشمی پردے (83) ریشمی ٹکیے، ریشمی بستری (83) یہ قبائیں (83) جھوٹ بولنا جائز (83) مردار دودھ (83) کیزے (84) ہوٹل اور بیکری والوں کی موج (84) محکمہ آب کا می دجہ فرمائے (84) گڑ (84) خاک شفا (84) کرسیوں کا کرایہ (85) فقہ شریف (85) سب چہ (85) جیسے پانی میں دودھ (86) راگ رنگ کی محفلیں (86) مونچھوں کو تاؤ دے کر (87) تیجا (87) جشن ماتم (87) کاغذ چھنے والے مولوی صاحب (87) کلمہ شریف (88) چھوڑے (88) کفار و مشرکین کا مسجد حرام میں داخلہ جائز (88) مشائخ طریقت (88) ”فقیری لائن“ (88) قبر کے ارد گرد (89) قبر پر ختم قرآن (89) کرایہ پر؟ (89) قبر کا بوسہ (89) قبروں پر چلنا (90) ”اتاد باد“ (90) کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کیلئے (90) یہ تو الیاں (90) اور شطرنج (90) شطرنج بازوں پر سلام (90) عورت کا دودھ (91) شراب سے علاج (91) خون اور انسانی پیشاب (92) بیٹ (92) خون

سے قرآن لکھنا (92) تعویذ محبت جائز نہیں (92) کھوپریاں (92) اسقاط (93) وہابی کون؟ (93) شامدماغ کی تازگی کیلئے (93) ہیر ڈریسر زرخنا سے میں اس کی بھی فیس تحریر فرمائیں (93) ایک مشت داڑھی سنت ہے (94) یہ سرگیں آنکھیں (94) شیطانی بستر (94) انڈے کا ایک فقہی فائدہ، نیوب بے بی والے توجہ فرمائیں (94) عقیقہ کرنا مکروہ ہے (95) آداب شامی (96) آداب خانقاہی (96) اور یہ آٹھو تھے چومنا (96) لاحول والاقوۃ (96) نمیں رلیں (97) یہ اہلسنت ہیں (97) یہ چلہ کشیاں (97) موازنہ (97) اور یہ رضا خانی گالیاں (97) غیرت والے (98)

کتاب الاشرابہ : ----- 98

فقہ کے فائدے (98) پینے اور کھانے میں فرق (98) ان معلومات کا شکر یہ (98) شرابی بکری (99) یہ شراب پینے پر حد نہیں (99) ان شرابوں کو تھوڑی مقدار پینے پر حد نہیں (99) جان بنانے کیلئے (100) ابو یوسفی شراب (100) نو پیالے (100) شراب کی چالو بھٹیاں (101) باقی سب جائز (101) تھوڑی سی (101) دوا کا بہانہ (102)

کتاب الجنایات : ----- 102

لا یتئل مسلم بکافر (102) قصاص سے بچنے کا طریقہ (102) ڈنڈے مار کر (102) گلا گھونٹ کر (103) پانی میں ڈبو کر (103) ظلم کی انتہا (104) آگ میں بھون کر (105) کم کھولتے پانی میں ڈال کر (105) ایک دم کیوں نہ مرا (105) سرد پانی میں ڈال کر (106) سرد موسم (106) برف میں (106) دھوپ میں (106) اوپر سے پھینک کر (106) زہر دے کر (107) دیت بھی نہیں (107) بالکل بری (107) بھوکا مار کر (107) زندہ درگور (108) وحشی کون (108) درندوں کے آگے ڈال کر (108) شہادت میں گزب (108) سب بری (109) معصوم بچی سے زیادتی کر کے (109) مقتول کی فرمائش پر (109) آم کے آم کھلیوں کے دام (109) تو بہ تو بہ (110) بچوں کے ذریعے اسگٹنگ (110)

کتاب الحیل : ----- 110

فجر کی سنتیں (110) زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلہ (110) سنسوی بہہ (111) سانپ مر گیا لاشی بیچ رہی (111) مذاق کی کوئی حد ہوتی ہے (111) کانوں کا خبر نہ ہو (112) حلالہ کا محفوظ طریقہ (112) تار عکبوت (112)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام کائنات پر شرف و بزرگی اس لیے دی کہ یہ انسان اس کائنات میں مشائے الہی کے مطابق زندگی گزارے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس انسان کو زندگی گزارنے کے اصول بھی بیان فرمادیے کہ جو بھی بڑے لوگ ہوں وہ ہر چھوٹے افراد کو بھی اسی طریق پر لگائے رکھیں اسی کا نام خلافت الہیہ ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے خلفاء انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ان کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، بولنا، ناراضگی خوشنودی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔ اور احکام الہی پہنچانے میں انبیاء کبھی کی نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشارت دیتے ہیں کہ ہم نے تمہارا دین یعنی زندگی گزارنے کا طریقہ مکمل کر دیا ہے اور یہ ایسا انعام ہے جو کسی پہلے پیغمبر کو نہیں دیا گیا اب اس دین میں کسی کی پیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا ولی اللہ عالم دین محدث امام پیشوا کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی مسئلہ میں ترمیم یا کوئی کمی پیشی کرے۔

۳۔ ائمہ دین اللہ کے دین پر خود بھی چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی چلنے کی ترغیب دیتے ہیں لیکن مصوم عن الخطا نہیں ہوتے، بسا اوقات ان سے بھول ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ ان پر وحی نازل نہیں ہوتی اس لیے وہ بسا اوقات اس بھول پر ساری زندگی گزار دیتے ہیں، جس کو اجتہادی غلطی کہتے ہیں۔

۴۔ اجتہادی غلطی پر اللہ تعالیٰ گرفت نہیں فرماتے بلکہ معاف فرمادیتے ہیں بلکہ نیک نیت مجتہد کو غلطی پر بھی ایک اجر ملتا ہے۔ کیونکہ وہ جان بوجھ کر غلطی نہیں کرتا بلکہ کسی مسئلہ کے سمجھنے میں فہم کی غلطی سے بھول میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔

۵۔ اجتہادی غلطی پر اگرچہ قیامت کو گرفت نہیں ہوگی لیکن دنیا میں وہ سزا سے بچ نہیں سکتا جس طرح بھول کر زہر کھالینے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں پھینکیں گے لیکن زہر اپنا اثر ضرور کرے گا اور وہ موت سے نہیں بچ سکتا۔ جس طرح جنگ احد میں صحابہ سے ایک اجتہادی غلطی ہوئی اور کچھ صحابہ پر تڑی

والے مورچہ سے جگہ چھوڑ کر آگئے جس کا کفار مکہ و پہاڑ کا اور انھوں نے اسی پہاڑی کی طرف سے حملہ کر کے ستر صحابہ کو شہید کر دیا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ انہیں اجتہادی خطا کی وجہ سے قیامت کو نہ پوچھے لیکن اس غلطی کی سزا سے بچ نہ سکے اور اسی سزا میں ستر صحابہ شہید ہو گئے۔

۶۔ آج بھی ہمارے اسلامی فرقوں کا اختلاف اگرچہ اجتہادی غلطیوں کی وجہ سے ہی ہو اور شاید اللہ تعالیٰ ان ائمہ دین کو نہ پوچھے لیکن اس کی وجہ سے امت پارہ پارہ ہو گئی اور اس سزا سے امت بچ نہ سکی۔

۷۔ ائمہ دین کیلئے تو اجتہادی غلطی کی وجہ سے گرفت سے بچنے کی امید ہو سکتی ہے لیکن جو ان کے اندھے مقلدین ہیں اور ایک غلطی کو غلط سمجھنے کے باوجود اس پر اڑ جاتے ہیں ان کے گرفت سے بچنے کی توقع کیسے ہو سکتی ہے۔ مثلاً شیخ دیوبند اپنی تقریر ترمذی میں فرماتے ہیں کہ بیع خیاری کا مسئلہ اگرچہ بحیثیت دلیل کے امام شافعی کا درست ہے لیکن ہم چونکہ مقلد ہیں اس لیے ہم اپنے امام کے قول پر ہی اڑے رہیں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تہدید کا کہیں حکم نہیں دیا بلکہ جا بجا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور دوسروں کے پیچھے نہ لگنا۔

۸۔ آج کل کے علماء سے تو عوام ہی سمجھ دار ہیں آپ کسی ایک عادی آدمی سے بھی پوچھیں کہ کیا تو کسی امام یا عالم کی بات اس لیے مانتا ہے کہ بات اس امام یا عالم کی ہے یا اس لیے مانتا ہے کہ وہ خدا اور رسول کی بات ہے ہر عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ عالم ہمیں خدا اور رسول کی باتیں بتاتا ہے اس لیے مانتے ہیں آپ کسی سے یہ کہہ کر دیکھ لیں کہ بھائی یہ بات خدا اور رسول کی نہیں صرف میں اپنی طرف سے اچھی بات کہہ رہا ہوں تو کوئی بھی قول نہیں کرے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کو سمجھ دے کہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا وہ ڈنکے کی چوٹ اسے فرض و واجب کہہ رہے ہیں حالانکہ تہدید کا قرآن و حدیث میں کسی جگہ بھی حکم نہیں ہے اور جو آیات و احادیث تہدید کے رد میں ہیں انہیں سے یہ تہدید واجب کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں ہے کہ **لما سئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون**۔ اگر تمہیں علم نہیں تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ قطع نظر اس کے کہ اہل ذکر سے یہاں کون لوگ مراد ہیں اور اس آیت کا شان نزول کیا ہے۔ بھلا سوال کرنا تہدید ہے یا تحقیق۔ تہدید کا لفظ تحقیق کی ضد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خوب پوچھ پوچھ کر پڑتا ہے کہ مسئلہ پر عمل کرو،

اور اسے تحقیق کہتے ہیں تقلید میں تو رسول کرنا ہی حرام ہے اگر کوئی مسئلہ پوچھنے والا دلیل پوچھ لے تو وہ تھلہ سے خارج ہو جائے گا۔ کبھی کسی فتویٰ پوچھنے والے نے یہ نہیں لکھا کہ مولانا اپنی رائے بیان فرمائیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کتاب و سنت کے مطابق مسئلہ کس طرح ہے۔

۱۰۔ اسی طرح ایک و آیت ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (الآیہ) کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت اور اولی الامر کی بھی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ اولی الامر کی بات غلط ہے تو ان سے تنازع اور مخالفت کرنا بھی فرض ہے اور خالص خدا اور رسول کی باتیں ہی واجب الاطاعت ہیں۔ اس آیت میں اولی الامر سے مراد اگرچہ حاکم وقت مسلمانوں کا امیر مراد ہے اور اگر ان لوگوں کے خیال کے مطابق ائمہ دین بھی مراد لیے جائیں تو بھی بات واضح ہے کہ خدا اور رسول کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ ان کے علاوہ اولی الامر کی بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور اگر غلط ہو تو پھر اس کی مخالفت کرنا اور ان سے تنازع کرنا بھی فرض ہے۔ ان بیچاروں کو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ حکم کیوں دیا جا رہا ہے صرف اس لیے کہ دین کو آپ کے ارشاد کے مطابق فلیبلغ الشاهد الغائب آخر کس انسان نے بتانا ہے، تو جو بھی آدمی آپ کے سامنے قرآن وحدیث پیش کرے اس کی بات ماننا فرض ہے کیونکہ وہ اپنی بات نہیں کہہ رہا بلکہ وہ خدا اور رسول کی بات کہہ رہا ہے تو گویا اصل اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور پھر اس کی جو ان کے احکام بیان کرے۔

۱۱۔ امت میں کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ان کی تمام باتیں درست ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے تو یہ اس کے رسول بنانے کے مترادف ہے۔ امام مالک فرماتے تھے کہ ہر کسی کی کوئی بات ماننے کے قابل ہوتی ہے کوئی رد کر دینے کے قابل سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ ان کی کوئی بات بھی ایسی نہیں جسے رد کیا جاسکے۔

۱۲۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امام کی بعض مسائل میں مخالفت ہوئی ہے اور جب بھی دو اماموں میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے تو بہر حال ایک درست ہوگا دوسرا درست نیز تادرت کو عدم علم کی وجہ سے مان بھی لے تو جب علم ہو جائے اس کی مخالفت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے امام ابوحنیفہ کے دو بڑے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن نے تہائی مسائل میں انکی مخالفت کی ہے۔ میں بطور

اور اسے تحقیق کہتے ہیں تھلید مشر تو رسول کرنا ہی حرام ہے اگر کوئی مسئلہ پوچھنے والا دلیل پوچھ لے تو وہ تھلید سے خارج ہو جائے گا۔ کبھی کسی فتویٰ پوچھنے والے نے یہ نہیں لکھا کہ مولانا اپنی رائے بیان فرمائیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کتاب و سنت کے مطابق مسئلہ کس طرح ہے۔

۱۰۔ اسی طرح ایک روایت ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم (الآیہ) کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت اور اولی الامر کی بھی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ اولی الامر کی بات غلط ہے تو ان سے تنازع اور مخالفت کرنا بھی فرض ہے اور خالص خدا اور رسول کی باتیں ہی واجب الاطاعت ہیں۔ اس آیت میں اولی الامر سے مراد اگرچہ حاکم وقت مسلمانوں کا امیر مراد ہے اور اگر ان لوگوں کے خیال کے مطابق ائمہ دین بھی مراد لے لیے جائیں تو بھی بات واضح ہے کہ خدا اور رسول کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ ان کے علاوہ اولی الامر کی بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور اگر غلط ہو تو پھر اس کی مخالفت کرنا اور ان سے تنازع کرنا بھی فرض ہے۔ ان پیچاروں کو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ حکم کیوں دیا جا رہا ہے صرف اس لیے کہ دین کو آپ کے ارشاد کے مطابق فلیبلغ الشاهد الغائب آخر کس انسان نے بتانا ہے، تو جو بھی آدمی آپ کے سامنے قرآن و حدیث پیش کرے اس کی بات ماننا فرض ہے کیونکہ وہ اپنی بات نہیں کہہ رہا بلکہ وہ خدا اور رسول کی بات کہہ رہا ہے تو گویا اصل اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور پھر اس کی جو ان کے احکام بیان کرے۔

۱۱۔ امت میں کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ان کی تمام باتیں درست ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے تو یہ اس کے رسول بنانے کے مترادف ہے۔ امام مالک فرماتے تھے کہ ہر کسی کی کوئی بات ماننے کے قابل ہوتی ہے کوئی رد کر دینے کے قابل سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ ان کی کوئی بات بھی ایسی نہیں جسے رد کیا جاسکے۔

۱۲۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امام کی بعض مسائل میں مخالفت ہوئی ہے اور جب بھی دو اماموں میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے تو بہر حال ایک درست ہوگا دوسرا نادرست نیز نادرست کو عدم علم کی وجہ سے مان بھی لے تو جب علم ہو جائے اس کی مخالفت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے امام ابو حنیفہ کے دو بڑے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن نے تہائی مسائل میں انکی مخالفت کی ہے۔ میں بطور

مثال ایک واقعہ بیان کرتا ہوں، امام ابوحنیفہؒ نے جس حدیث میں آتا ہے کہ مجاہد جو پیدل ہو اس کو نعمت سے ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دیے جائیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ گھوڑے کو آدمی سے بڑھا دیا بلکہ سوار کو دو حصے دینے چاہئیں ایک گھوڑے کا ایک سوار کا۔ یعنی بجائے تین حصوں کے دو حصے دینے کا فتویٰ دیا۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب آثار میں اس پر تعاقب فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ امام صاحبؒ نے گھوڑے کو آدمی کے برابر کر دیا پھر فرمایا کہ حدیث کی بات ہی درست ہے کیونکہ جو بھی سوار ہوتا ہے اس کا گھوڑے کو پالنا تربیت دینا اخراجات کرنا دراصل یہ سب سوار کا ہی حصہ ہوتا ہے نہ کہ گھوڑے کا۔ تو گویا امام ابو یوسفؒ نے ایک قسم کی طنز بھی کی ہے اور مخالفت بھی کی ہے۔

۱۳۔ دراصل پرانے لوگ کسی کی تقلید سے نکلنا اسلام سے نکلنے کے مترادف نہ سمجھتے تھے بلکہ وہ اگر کسی امام کی بات کتاب و سنت سے ٹکراتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور شیخ دیوبند کی طرح یہ نہ کہتے کہ اگرچہ بات امام شافعیؒ کی درست ہے لیکن ہم مجبور ہیں کیونکہ مقلد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علمائے ربانی بھی ہوئے ہیں جو قرآن و سنت کی طرف بلا تے رہے ہیں اور علمائے سو بھی ہوئے ہیں جو محض اپنا اپنا اقتدار سیدھا کرتے رہے۔

۱۴۔ بادشاہ عالمگیری بھی ان مخلص لوگوں میں سے تھا جو چاہتا تھا کہ اسلام کو عملاً نافذ کرے۔ چنانچہ اس نے علماء کو دعوت دی کہ اسلام کی تعزیرات مرتب کریں تاکہ میں انہیں نافذ کر دوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سینکڑوں علماء ہوں اور سالہا سال بادشاہ سے وظائف لیتے رہے ہوں لیکن جب تعزیرات اسلام سامنے آئیں تو وہ ایک دن کیلئے بھی نافذ نہ ہو سکیں کیونکہ وہ اسلام کی بجائے صرف ایک طبقہ کی نمائندگی کرتی تھیں۔ عالمگیری کو نام اسلام کا اور کام کچھ اور یعنی ہاتھی کے دانت دکھا کر بنا کچھ اور دیا۔

۱۵۔ فتاویٰ عالمگیری میں اتنی سختی نہیں کہ وہ تعزیرات اسلام بن سکے میں تو کئی مرتبہ اپنے بھائیوں کو چیلنج کرتا رہا ہوں کہ کوئی بڑے سے بڑا گناہ کر کے میرے پاس آجائے چوری، قتل، زنا تک کے عیب کر کے آئے میں اس کی مفت وکالت کروں گا۔ اگر اس پر اسلام کی حد جاری ہو جائے تو میں ہر سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ دراصل عالمگیری فتاویٰ میں اتنی چلک ہے کہ کسی پر حد لگ ہی نہیں سکتی۔ بلکہ فقہ حنفی تو خود دو کیلوں والے داؤ سکھاتی ہے۔ اور کتاب الجلیل پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

۱۶۔ اسلام میں گواہوں کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے حد نافذ ہوتی ہے یہاں بد کاری کر کے آئے اور عدم گواہ کی وجہ سے بری کر دیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صرف زنا کی غالباً چار حدیں نافذ ہوئیں کہیں بھی گواہوں کی ضرورت پیش نہ آئی۔ کیونکہ اصل حد میں گواہی نہیں بلکہ حاکم وقت کو اس بات کا یقین ہو جانا چاہیے کہ واقعی یہ شخص مجرم ہے تو اس پر حد لگ جاتی ہے ورنہ آج تو پیشہ درگور تمیں بھی کبھی اپنے پاس چار گواہ نہیں آنے دیتیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بد کاری جائز ہو جائے گی؟

۱۷۔ حکومت کو بد کاری بد معاشی، قتل و غارت کو روکنے کیلئے پوری کوشش کرنی چاہیے اور اگر معلوم ہو جائے کہ یہ چور ہے بد قماش ہے قاتل ہے زانی ہے تو پھر اس میں رعایت نہیں ہونی چاہیے ہمارے پاکستان میں اسلام کے نفاذ میں بھی عالمگیری طبقہ ہی حائل ہے یا پھر رشوت خوری حائل ہے جو پیسے سے مقدمہ کارنگ تبدیل کر دیتی ہے بلکہ بسا اوقات قاتل کو کوئی پوچھتا بھی نہیں اور دعویٰ کرنے والے مار کھاتے رہتے ہیں۔

حافظ خواجہ محمد قاسم صاحب بھی اس رسالہ میں عالمگیری فتاویٰ کی پوزیشن پیش کر رہے ہیں۔ کہ فتاویٰ عالمگیری اسلامی تعزیرات نہیں ہیں بلکہ وکیلوں کے داؤ بیچ ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

خالد گھر جاگھی

خطیب جامعہ مسجد احمدیہ گرجا کھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

یہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ ہر خاص و عام کی زبان پر تھا۔ نصف صدی کے طویل عرصہ میں ہر آنے والی حکومت نے جس طرح اس کو نظر انداز کیا ہے اور اس کے ساتھ جو بے فائی کی ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر وفا علمائے کرام نے بھی نہیں کی ہے پاکستان بننے کے بعد یکا یک ان کی نظریں بدل گئیں۔ ہر کتب فکر کے علمائے نے اسے اپنے مطلب کی شکار گاہ بنانا چاہا۔ کسی نے اسے مرزائی ریاست بنانے کے خواب دیکھے۔ کوئی اسے جعفری اسٹیٹ بنانے پر تل گیا۔ کسی نے فقہ حنفی براستہ دیوبند کا نفاذ عمل میں لانا چاہا اور کسی نے فقہ حنفی براستہ بریلی کی تمنا کی اور پھر ان میں سے کسی نے کہا ہمیں وہ اسلام چاہیے جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے پیش کیا کسی نے کہا ہمیں وہ اسلام مطلوب ہے جو حضرت علیؓ جویریؒ المعروف داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں پیش کیا۔ شکر ہے ابھی تک کسی نے یہ نعرہ نہیں لگایا کہ انہیں وہ کچھ درکار ہے کہ جس کی نمائش شہباز طریقت حضرت اسمعیل صاحب المعروف بابا نانگے شاہ ساری عمر فرماتے رہے۔

بہر حال اپنی کثرت کے بل بوتے پر ملک کا سواد اعظم فقہ حنفی پر متفق ہوتا جا رہا ہے اور دن بدن یہ مطالبہ زور پکڑ رہا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کو نافذ کیا جائے جب بھی کہیں سے یہ آواز اٹھتی ہے اپنے ہزار اختلافات کے باوجود یہ سب فرقتے بہت خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان کے دل کی آواز ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں یہ لوگ قرآن و سنت پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن مجمل انداز میں۔ مفصل ایمان ان کا فقہ حنفی کی کتابوں پر ہے۔ یہ قرآن و حدیث سے فتویٰ دینے کے مجاز نہیں ہیں۔ ان کا قرآن و سنت سے ویسا ہی تعلق ہے جیسا تعلق مسلمانوں کا تورات اور انجیل سے ہے۔ جس طرح مسلمان تورات اور انجیل پر مفصل ایمان لے آئیں تو گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ اگر قرآن و حدیث پر براہ راست اور مفصل ایمان لے آئیں تو گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بقول ان کے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے

کتوبات شریف میں فرمایا: ”ہم مقلدوں کو قول امام کے خلاف (از خود) حدیثوں پر عمل جائز نہیں۔ جو اس کا مرتکب ہو وہ احمق بے ہوش یا ناحق و بطل کوش ہے۔۔۔۔۔ ایک مسئلہ میں بھی اگر خلاف امام کیا تو مذہب سے خارج ہو جائے گا بلکہ جو ایسا کرے وہ طحہ ہے۔ (بحوالہ الفضل الموبہی ۱۳ از احمد رضا خاں صاحب)

مولانا تاقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پا کر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہ ہوگا (تقلید کی شرعی حیثیت ۸۷)

محض اس لیے کہ پاکستان میں احناف کی اکثریت ہے یہاں فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ کرنا ایک ایسی بے معنی منطق ہے جو میرے جیسے عام مسلمان کیلئے ناقابل فہم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے جن ملکوں میں حنفیوں کی اکثریت نہ ہو وہاں یہ فقہ نافذ ہونے کے قابل نہیں۔ حالانکہ نبی ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں کافۃ للناس ہیں۔ آپ نے جو اسلام پیش فرمایا وہ سارے عالم اسلام کیلئے ہے مگر ان کے اپنے بقول فقہ حنفی سب کیلئے نہیں ہے تو معلوم ہوا اسلام اور چیز ہے اور فقہ حنفی اور چیز ہے۔ اسلام کے متعلق کہتے کہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ مگر جب نفاذ اسلام کی بات ہوتی ہے تو فتاویٰ عالمگیری آگے کر دیتے ہیں۔ تو کیا عالمگیر مذہب سے مراد فتاویٰ عالمگیری ہے یعنی عالمگیر سے مراد عالمگیر بادشاہ ہے؟

ان کی طرف سے فقہ حنفی کی بہت تعریف ہو چکی۔ ان کے نزدیک فقہ حنفی عین کتاب و سنت کے مطابق ہے ان دونوں کے درمیان معاذ اللہ مطلق جابن و تقاض نہیں۔ لہذا مجھے امید ہے کہ اس کتاب میں درج شدہ عبارتوں پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ کیونکہ بقول ان کے اپنے یہ سب کتاب و سنت کے مطابق ہیں۔ اگر انہیں اس سے اختلاف ہوگا تو قرآن و سنت سے اختلاف ہوگا برائیاں گے کہ انہیں اس سے اختلاف ہوگا تو قرآن و سنت کو برائیاں گے۔ اب ایک ہی بات ہے یا تو چوں چوں کے اس مرے بی کی ذمہ داری قبول کریں اور اسے من و عن تسلیم کریں یا پھر تقلید سے دستبرداری کا اعلان کریں۔ مقلد بھی کہلوائیں اور پھر ان رنگ برنگے اقوال و فتاویٰ کے ماننے سے بھی شرمائیں۔ یہ دونوں باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔

فتاویٰ عالمگیری پر انہیں حدود و بنا ہے اکثر کہا جاتا ہے پانچ سو سے زائد علماء نے اسے ترتیب

دیا ہے سوال یہ ہے وہ کون سے پانچ سو علماء تھے؟ ان کی کوئی ہسٹری شیٹ اور ان کا کچھ حدود اور بوجہ ہونا چاہیے۔ نیز یہ کہ یہ فتاویٰ اب تک کہیں نافذ العمل ہوا بھی ہے؟ مجھے تو لگتا ہے کتاب وسنت سے انحراف کر کے نئی شریعت گھڑنے کی گستاخی ہی دراصل سلطنت مظلیہ کے ذوال کا معنوی سبب بن گئی تھی۔ اور جسے اب دوبارہ دوہرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ خاکسار اس کتاب کے ذریعے بروقت خبردار کرنا چاہتا ہے کہ جس فتاویٰ کے بہت چرچے ہیں اس کی اصل میں حقیقت کیا ہے۔

میں داد دے بغیر نہیں رہ سکتا حنفی علماء کی یہ نہایت دور اندیشانہ سیاست ہے کہ وہ الحمد بیٹوں کو فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین، سینے پر ہاتھ باندھنا اور تراویح وغیرہ جیسے مسائل میں الجھائے رکھتے ہیں جس کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ الحمد بیٹوں کو حقیقت کی اصل شکل نظر نہ آئے اور اس پر پردہ پڑا رہے۔ یہ وہ مسائل ہیں۔ کہ اگر صحیح حدیثیں ہمارے پاس ہیں تو کچھ ضعیف روایتیں یا اقوال ان کے پاس بھی ہیں میں الحمد بیٹ حضرات کو مشورہ دوں گا کہ وہ اب ان کے چکر میں نہ آئیں۔ وہ ان بحثوں کو طول دے کر وقت ضائع کرنے کی بجائے حنفی علماء کو وہ آئینہ دکھلائیں جس میں وہ اپنا چہرہ دیکھ کر خود ہی ڈر جائیں اور توبہ توبہ کر لیں۔ ان کی قوم انھیں کہے اے علمائے کرام و مشائخ عظام کیا یہی تمہاری اوقات ہے اور یہی تمہارا مذہب ہے جس کی ہمیں دعوت دیتے ہو اور جسے نافذ کرنا چاہتے ہو _____ مقصد کسی کی دلآزاری نہیں۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ ہمارے بھائی کسی طرح کتاب وسنت کی طرف لوٹ آئیں (ان ارید الا اصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ.)

کے باہر جماع کیا جائے منی اسکے رحم میں پہنچ جائے تو عورت کے ذمہ غسل مقسود ہے اور وہ ہے انزال یا دخول اور اگر غسل قرار پا جائے تو وقت جماعت سے اس پر غسل واجب ہو جائے گا اور نمازیں لوٹانا پڑیں گی

کپڑا لپیٹ کر

ولولف علی ذکرہ خرقۃ واولج ولم ینزل

وقال بعضهم لا یجب والاصح ان كانت الخرقۃ رقیقۃ بحيث یجد حرارة الفرج واللذۃ وجب الغسل والافلا (ص ۱۵) اگر کپڑا لپیٹ کر اپنا ذکر داخل کرے اور انزال نہ ہو تو بعض کے نزدیک غسل واجب نہیں۔ صحیح (اور فقہ میں ڈوبی ہوئی) بات یہ ہے اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ فرج کی حرارت اور لذت محسوس ہو جائے تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

سلاجیت

وان اولج الخنثی المشکل ذکرہ فی فوج امرأة او

دبرها فلا غسل علیہما (ص ۵۱) اور اگر ایک بھجور اپنے ذکر کو عورت کے فرج یا دبر میں داخل کرے تو دونوں پر غسل واجب نہیں۔

گذراوقات

وان اولج رجل فی فرج خنثی مشکل لم یجب علیہ

الغسل (ص ۱۵) اور اگر ایک مرد کسی بھجور کے فرج میں داخل کرے تو اس پر غسل واجب نہیں۔

یہ فرق کیوں؟

الکافر اذا اجنب ثم اسلم یجب علیہ الغسل

ولو انقطع دم الکافر ثم اسلمت لا غسل علیہا (ص ۱۶) کافر مرد جنابت کے بعد اسلام قبول کر لے تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر کافر عورت حیض سے فارغ ہو کر اسلام قبول کر لے تو اس پر غسل واجب نہیں۔

کتا اور جاری پانی

واذا سد کلب عرض النهر و یجری الماء

فوقہ ان کان ما یلا فی الکلب اقل مما لا یلا فیہ یجوز الوضوء فی الا اسفل والا فلا

(باب ۳ فصل ۱۷) اگر کتے نے ندی کے عرض کو بند کر رکھا ہو اور پانی اس کے اوپر سے بہہ کر آ رہا ہو تو اگر نصف سے کم پانی اس سے چھو رہا ہو تو جدھر پانی جا رہا ہو دھرے سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

پرنا لے کا جاری پانی ولو كان على السطح عذرة فوق

عليه المطر فسال الميزاب ان كانت النجاسة عند الميزاب وكان الماء كله يلاقي العذرة او اكثره او نصفه فهو نجس والا فهو طاهر وان كانت العذرة على السطح في مواضع مفرقة . ولم تكن على رأس الميزاب لا يكون نجس (ص ۱۷) چھت پر غلاطت ہو بارش ہو جانے پر نالہ بہہ پڑے اگر نجاست پر نالے کے قریب ہو اور نصف یا اس سے زائد پانی اس سے مل کر آ رہا ہو تو ناپاک ہے ورنہ پاک اور اگر نجاست مختلف جگہ بکھری ہوئی ہو اور پر نالے کے پاس نہ ہو تو پھر پر نالے کا پانی نجس نہیں ہوتا۔

خوشبو کا استعمال وعند مشايخ بخاری يتوضأ من موضع

النجاسة هكذا في الخلاصة وهو الاصح (ص ۱۸) (بڑے تالاب کی صورت میں) مشائخ بخاری کے نزدیک انسان عین نجاست والی جگہ سے وضو کر لے۔ یہی مسلک صحیح ہے۔

بیس کا چکر بشران وجب من كل واحد منها نرح عشرين فنرح

عشرون من احداهما وصب في الاخرى ينرح عشرون (ص ۲۰) بیچہ نجاست دو کتوں سے بیس ڈول نکالنا مطلوب ہوں تو اگر ایک کتوں سے بیس ڈول نکال کر دوسرے میں ڈال دیے جائیں تو اب دوسرے کتوں سے بیس ڈول نکال لینا کافی ہیں۔

ترویجی قاضی خاں میں لکھا ہے: وعن محمد في كوزين احد هما طاهر والاخر نجس فصبا من فوق واختلط المان في الهواء يكون طاهر (حاشیہ ہر فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۴) امام محمد فرماتے ہیں دو پانی کے پیالے ہوں ایک پاک ہو اور ایک ناپاک ہو۔ دونوں کو اوپر سے

بہا جائے اس طرح کہ دونوں پانی زمین پر گرنے سے پہلے پہلے آپس میں جا نہیں تو وہ سارا پانی پاک ہوگا۔

نبیذ سے وضو

قال ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یوضو بہ نبیذ لتعمرا

ولا یتیمم بالصعید (فصل ۲۲ ص ۲۱) امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کھجور کے شیرے سے وضو کرے مٹی سے تیمم نہ کرے۔

حالانکہ قرآن مجید میں ہے فلم تجلوا ماء فتمموا صعیدا طیباً۔ پانی نہ

لے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ چنانچہ امام ابو یوسف کا یہی قول ہے (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۳)

شراب سے وضو

وان طبخ ادنیٰ طبخہ یجوز الوضوء بہ حلوا

کان او مر او مسکرا و هو الاصح (ص ۲۲) اگر نبیذ کو ذرا پکا لیا تو بھی اس سے وضو جائز ہے خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ یا نشا آور یہی بات صحیح ہے۔

مکھیوں اور کیڑوں مکوڑوں کیلئے خوشخبری

واخلف

مشائخنا فی الاغتسال بالنبد و عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ الاصح انہ یجوز (ص ۲۲) نبیذ یعنی کھجور کے شیرے سے غسل کے بارے میں ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح ترین بات یہ ہے کہ جائز ہے۔

مستعمل پانی

اتفق اصحابنا رحمہم اللہ ان الماء

المستعمل لیس بطہور حتی لا یجوز الوضوء بہ (ص ۲۳) ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے کہ مستعمل پانی وضو کے قابل نہیں رہتا۔

وباد حال الکف بصر مستعملا (ص ۲۳) ہاتھ ڈالنے ہی پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔

اقوال کی جنگ

والجنب اذا انغمس في البئر لطلب الدلو فعند

ابی یوسف رحمہ اللہ الرجل بحالہ والماء بحالہ و عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کلاهما طاهر و عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ کلاهما نجس و عنہ ان الرجل طاهر لان الماء لا يعطى له حکم الا استعمال قبل الا انفصال.... ولو انغمس للاغتسال للصلوة يفسد الماء بالا نفاق (ص ۲۳) جنبی اگر ڈول نکالنے کیلئے کنوئیں میں غوطہ لگائے تو ابو یوسفؒ کے نزدیک آدمی نجس اور کنوئیں کا پانی پاک ہے۔ محمدؒ کے نزدیک دونوں پاک ہیں ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں نجس ہیں اور ان سے ایک قول یہ ہے کہ آدمی پاک ہے اور پانی نجس ہے۔۔۔۔۔ اگر نماز کیلئے غسل کی نیت سے ڈبلی لگائے تو بالاتفاق پانی ناپاک ہو جائے گا۔

ہرچہ در کان نمک رفت

الحمار او الخنزیر اذا وقع فی

المملحة فصار ملكا او بئر البالوعة اذا صار طينا يطهر عندهما خلافا لابی یوسف رحمہ اللہ (باب ۷ فصل نمبر ۱۳۵) گدھا یا خنزیر نمک میں گر کر نمک ہو جائے یا گندی نالی کا جو ہڑٹی ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک پاک ہے ابو یوسفؒ کے نزدیک نجس۔

چاٹ لے

اذا اصابت النجاسة بعض اعضائه و لحسها

بلسانه حتى ذهب الرها يطهر و كذا السكين اذا تنجس فلحسه بلسانه او مسحه بریفہ (ص ۲۵) انسان کے کسی حصے کو نجاست (مٹی وغیرہ) لگ جائے اور وہ اسے اپنی زبان سے چاٹ لے یہاں تک کہ گندگی کا اثر زائل ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اسی طرح اگر چھری کو نجاست لگ جائے تو وہ بھی اپنی زبان کے ساتھ چاٹنے یا اپنی تھوک کے ساتھ صاف کرنے سے پاک ہو جائے گی۔

نجاست بقدر درہم

المغلظة و عفی منها قدر الدرهم ----- ووزنه

قدر الدرهم الكبير المثقال و بما لمساحة فی غیرها و هو قدر عرض الكف

--- والمطال وزنه عشرون قیرا ط (فصل ۲ ص ۲۵) نجاست مغلظ (یعنی ٹی وغیرہ) بقدر وزن درہم کے معاف ہے۔ درہم سے مراد بڑا درہم ہے جو ایک مثقال کے برابر ہوتا ہے جس کا وزن بیس قیرط ہوتا ہے۔ وہ نجاست رقبہ میں ہتھیلی کے برابر پھیلی ہوئی ہو۔

کتاب الصلوٰۃ

صبح کی اذان

تقديم الاذان على الوقت في غير الصبح لا

يجوز اتفاقا (باب ۲ فصل ۵۳) صبح کے علاوہ باقی نمازوں کے بارے میں اتفاق ہے کہ وقت سے پہلے اذان نہیں دینی چاہیے۔

بچے کی اذان

واذان الصبي الذي لا يعقل لا يجوز وبعاد

(ص ۵۴) بے سمجھ بچے کی اذان جائز نہیں دوبارہ اذان دی جائے۔

عورت کی اذان

وكره اذان المرأة ليعاد ندبا (ص ۵۴) عورت کا

اذان دینا مکروہ ہے اسے استہجاباً دہرایا جائے (یعنی ناجائز نہیں۔ ویسے ہو جائے گی) ان دونوں فتوؤں کی دلیل معلوم ہونی چاہیے۔

الصلوٰۃ والسلام عليك

الاذان خمس عشرة كلمة۔ (فصل ۲ ص ۵۵)

اذان پندرہ کلمات ہیں۔

مسجد میں اذان

ويجب ان يؤذن على الماذنة او خارج

المسجد ولا يؤذن في المسجد (ص ۵۵) اذان چہوترے پر یا مسجد کے باہر دینی چاہیے مسجد میں نہیں دینی چاہیے۔

جو حکم اضافی اذان حضرت عثمانؓ نے زوراً (مدینہ کے بازار میں ایک جگہ) شروع کرائی تھی (بخاری) کیا دیگر اذانوں کیلئے بھی کوئی ثبوت ہے کہ وہ مسجد کے باہر دی جانی چاہئیں۔ اگر ہے تو پھر شروع فرمائیے۔ ننگی میں تاخیر روائیس۔

تھویب والشویب حسن عند المتأخرین فی کل صلوة الا فی المغرب
..... وهو رجوع المؤذن الى الاعلام بالصلوة بين الاذان والاقامة وتثویب کل بلدة
علی ما تعارفوه اما بالنجح او بالصلوة الصلوة او قامت قامت لانه للمعا لفة فی
الاعلام واتما يحصل ذلك بما تعارفوه (ص ۵۶) مغرب کے سوا باقی سب نمازوں میں
تاخرین نے تھویب کو پسند فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان لوگوں کو دوبارہ
نماز کی اطلاع دے تھویب ہر شہر کے عرف کے مطابق ہونی چاہیے۔ مثلاً کھنکھارے یا کہ نماز نماز یا کہ
کھڑی ہوگی، کھڑی ہوگی کیونکہ تھویب سے مقصد اطلاع میں مباخذہ ہے اور یہ عرف سے ہی حاصل ہوتا ہے
۔ کیا فجر کی اذان میں الصلوة خیر من النوم کہنے کے علاوہ اذان اور اقامت کے درمیان کسی بھی نماز کیلئے
مؤذن کا تھویب کہنا سنت سے ثابت ہے۔ اور پھر مغرب کی نماز بھی مستحکم کیوں؟ یہ ایسے ہی ہے جیسے
بات کو مستحکم بنانے کیلئے جعلی نسخوں میں ترکیب استعمال درج ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے تاخرین کا ایک عمل
اسلام کا حصہ بن سکتا ہے؟

کانوں میں انگلیاں يجعل اصبعیه فی اذنیه وان لم يفعل فحسن
لانہ لیس بسنة اصلیه (ص ۵۶) مؤذن کانوں میں انگلیاں رکھے اگر نہ بھی رکھے تو بھی ٹھیک ہے
کیونکہ اصلی سنت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظروں کے سامنے حضرت بلالؓ جھٹی کانوں میں
انگلیاں دے کر اذان دیتے تھے (ترمذی) تو پھر یہ سنت اصلیه کیوں نہ ہوئی۔

امام اور مقتدی کب کھڑے ہوں يقوم الامام والقوم اذا قال
المؤذن حی علی الفلاح عند علما ننا الثلاثة وهو الصحيح (ص ۵۷) جب اقامت کہنے

والاجلی علی الفلاح کہے تب امام اور حقدی کھڑے ہوں۔ ہمارے ائمہ کا یہی مسلک ہے اور یہی صحیح ہے۔

امام کب تکبیر کہے
 ویکبر الامام قبیل قوله قد قامت الصلوة
 (ص ۵۷) قد قامت الصلوة تک پہنچنے سے ذرا پہلے ہی امام اللہ اکبر کہہ دے۔ تو پھر نیت کدھر گئی؟

محراب
 ہر ایسے مکان کا ہے ویکبرہ ان يقوم فی الطاق لا نہ یشبه صنیع
 اهل الكتاب من حيث تخصيص الامام بالمكان (ج ۱ ص ۱۰۱) امام کا محراب کے اندر کھڑے
 ہو کر نماز پڑھانا مکروہ ہے جبکہ کی تخصیص کے لحاظ سے یہ اہل کتاب کے عمل کے مشابہ ہے۔

بجائے تکبیر کے
 ثم الاصل عند ابی حنیفة رحمہ اللہ ان ماتجر
 للتعظیم من اسماء اللہ تعالیٰ جاز الافتاح بہ نحو اللہ الہ . و سبحان اللہ . ولا الہ الا اللہ
 ---- الحمد للہ . ولا الہ غیرہ . وتبارک اللہ ... اللہ اجل . او اعظم . او الرحمن اکبر .
 اجز آہ عندهما (باب ۳ فصل نمبر ۱ ص ۶۸) پھر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جو بھی اسمائے
 الہی اللہ کی تعظیم کیلئے ہیں ان سے نماز کا آغاز کیا جاسکتا ہے جیسے مندرجہ بالا کلمات۔

ہرزبان میں نماز
 ولو کبر بالفارسیة جاز ---- سواء کان
 یحسن العربیة اولا الا انہ اذا کان یحسنہا یکبرہ . و علی قول ابی یوسف و محمد
 رحمہما اللہ تعالیٰ لا یجوز اذا کان یحسن . العربیة ---- و علی هذا الخلاف جمیع
 اذکار الصلوة من التشهد والقنوت والدعاء وتسیبحات الركوع والسجود و کذا کل
 ما لیس بعربیة کالتروکیة والزنجیة والحشیة والنبطیة (ص ۶۹) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز
 پڑھنے والا اگر فارسی میں تکبیر کہے تو بھی جائز ہے۔ برابر ہے کہ اسے عربی آتی ہو یا نہ آتی ہو نہ آتی ہو تو
 مکروہ بہر حال ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک بلا عذر جائز نہیں۔ اسی طرح نماز کے تمام وظائف مثلاً تشهد۔

توت، دعا، رکوع و سجود کی تسبیحات۔ امام صاحب کے نزدیک عربی کے علاوہ ہر زبان میں جائز ہیں جیسے ترکی۔ زنجی۔ حبشی۔ بھلی۔

حد قیام
وحد القیام ان یکون بحيث اذا مديديه لا ينال ركبتيه
(ص ۶۹) کم از کم اتنا سیدھا کھڑا ہونا چاہیے کہ ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔

ایک ٹانگ پر
وہکرة القیام علی احدی القدمین من غیر علر و تجوز
الصلوة (ص ۶۹) بلا عذر ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے تاہم نماز ہو جائے گی۔

فرض قراءت
و فرضها عند ابی حنیفة بتادی بآیة واحدة
وان كانت قصیرة (ص ۶۹) امام صاحب کے نزدیک چھوٹی سی ایک آیت پڑھ لینے سے بھی فرض ادا ہو جائے گا (حتی کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی فرض نہیں)

رکعت بلا قراءت
واما محل القرأة فلی الفرائض
الركعتان۔۔۔ ثنا لیا كان او لثلاثا او رباعیا وسواء كانتا اولیین او آخرین او مختلفین
(ص ۶۹) فرض نماز دو رکعتی ہو یا تین رکعتی یا چار رکعتی محل قرأت صرف دو رکعتیں ہیں اور جوئی مرضی دو رکعتوں میں قراءت کر لے یعنی دو پہلی رکعتوں یا دو پچھلی رکعتوں یا ایک پہلی رکعت میں ایک آخری رکعت میں۔ یا دوسری اور چوتھی رکعت میں۔

حد رکوع
وقدر الواجب من الركوع ما یعتنا وله الاسم
بعقدان یرسل حده وهو ان یکون بحيث اذا مديديه نال ركبتيه (ص ۷۰) رکوع کی واجب مقدار اور حد بس اتنی ہے کہ اس پر جھکنے کا اطلاق ہو سکے یعنی کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں۔

رکوع اور قومہ دونوں ہضم

اذا لم یرکع و ذهب من القيام الى

السجود بغير السنة بان نحو كالجمل لذلك الانحاء يجزى عن الركوع (ص ۷۰) رکوع نہ کرے اور غیر مسنون طریقے پر اونٹ کی طرح حالت قیام سے سجدے میں گر پڑے تو رکوع سے کفایت ہو جائے گی۔

جب کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے ثم ارکع حتى تطمئن راکعاً ثم ارفع حتى

تستوی قائماً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تطمئن جالساً (عن ابی هريرة صحیحین) پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ الخ

سجدہ فان وضع جبهة دون انفه جاز اجماعاً وبكره وان كان بالعكس

فكذلك عند ابی حنيفة (ص ۷۰) اگر زمین کے ساتھ پیشانی لگائے ناک نہ لگائے یہ بالاجماع جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں اور اگر ناک لگائے اور پیشانی نہ لگائے تو بھی امام صاحب کے نزدیک جائز ہے۔

پہلے ولو ترك وضع اليدين والركبتين جازت صلواته بالا

جماع (ص ۷۰) سجدے میں دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے زمین پر نہ رکھے تو اس کی نماز بالا جماع جائز ہے۔

امام سے پہلے فارغ لو فرغ المقتدى قبل فراغ الامام

فتكلم فصلواته تامه (ص ۷۱) مقتدی امام سے پہلے فارغ ہو جائے اور باتیں کرنے لگ جائے تو اس کی نماز مکمل ہے۔

بلکہ ہر ایہ میں لکھا ہے: وان تعمد الحدث في هذه الحالة او تكلم او عمل عملاً

بنا فی الصلوة تمت صلواتہ (ج ۱ ص ۹۰) اگر تشہد کے بعد اور درود شریف پڑھنے سے پہلے تصدراً بے وضو ہو جائے (یعنی جان بوجھ کر ہو خارج کر دے یا ٹی پیٹا کر دے) یا کلام کرے یا ایسا کوئی عمل کرے جو نماز کے منافی ہو تو اس کی نماز مکمل ہوگئی۔

ایکسپریس
اجمعوا علی ان الاعتدال فی قومة الركوع ليس
بواجب وكذا الطمانينة فى الجلسة (فصل ۲ ص ۷۱) رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا اور
دو جہدوں کے درمیان الطمینان سے بیٹھنا بالاتفاق واجب نہیں۔

سنت دشمنی
ولا يقعد ولو يعتمد على الارض بیدئہ عند قيامه وانما
يعتمد على ركبتيه (فصل ۳ ص ۷۵) جہدہ سے اٹھ کر جلسہ استراحت نہ کرے اور نہ کھڑا ہونے کیلئے
زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگائے بلکہ گھٹنوں کے زور پر کھڑا ہو۔

حضرت مالک بن حوریتؓ سے روایت ہے۔ انہ رائی النبی ﷺ یصلی
فاذا كان فى وتر من صلاته لم ينهض حتى يستوى قاعدا (بخاری ص ۱۱۳) کہ انہوں نے نبی
کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا جب آپ طاق رکعت سے اٹھے تو سیدھے بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے
ہوتے۔

اس کے متصل اگلی روایت میں مالک بن حوریت اور عمر بن سلمہ سے نبی کریم ﷺ کی طرح یوں نماز
پڑھنا منقول ہے۔ اذ ارفع عن السجدة الثانية جلس واعتمد على الارض ثم قام (ص
۱۱۳) جب وہ دوسرے جہدہ سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے اور پھر زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

مقابلہ حسن
الاولى بالا مامة اعلمهم باحكام الصلوة الخ (باب ۵ فصل ۱)

ص ۸۳) امامت کا اولین حق دار وہ ہے جو نماز کے احکام کو زیادہ سمجھتا ہو اگر اس میں سب برابر ہوں تو پھر
وہ جو قرآن کو زیادہ سمجھتا ہو، پھر وہ جو سب سے پرہیزگار ہو، پھر وہ جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہو، پھر وہ جو

زیادہ اخلاق والا ہو، پگروہ تجزیادہ خوب صورت ہو۔ اور عکس میں ۳۲ کے گناہ ہے: ثُمَّ اتَّخَفْتُمْ لُوبَاءَ لِمِ الْأَحْسَنِ زَوْجَةً لِمِ الْأَكْبَرِ رَأْسًا وَالْأَصْفَرَ عَضْوًا۔ پگروہ تجزیادہ خوش لباس ہو، پگروہ جس کی بیوی زیادہ خوب صورت ہو، پگروہ جس کا سر دوسروں سے بڑا ہو اور اگر قاتل دوسروں سے چھوٹا ہو۔

صف بندی لو وقف علی یسارہ جزو و قد اسماء — ولو

وقف خلفہ جاز (باب ۵ فصل ۸۸) (اور اگر مقتدی ایک ہو) تو وہ امام کے ہاتھ میں کھڑا ہو جائے تو جاز ہے، گواہی بات نہیں اور اگر بیچے کھڑا ہو جائے تو بھی جاز ہے۔

حالانکہ حدیث شریف میں صرف ہاتھیں طرف کھڑا ہونے کا ذکر ہے (من لائن

عبارت صحیحین)

نسوانیت وان كان معه رجلان وقام الامام ومطهما فصلو تھم

جائزہ (ص ۸۸) اور مقتدی ہوں امام ان کے درمیان کھڑا ہو جائے تو ان کی نماز صحیح ہے۔

یہ بھی خلاف سنت ہے (من ہنس۔ مسلم)

مل کر کھڑا ہونا وينبغي للقوم اذا قفوا الى الصلوة ان يراصوا وليصلوا

الخليل ويسووا بين منا كبهم في الصفوف (۸۹) لوگوں کو چاہیے نماز باجماعت میں مل کر کھڑے ہوں شکاف بند کریں اور کندھے برابر رکھیں۔

پھر یہ بیچ میں ایک ایک فٹ کا فاصلہ کیوں؟

نہ فاتحہ نہ درود ولا يصلی علی النبی ﷺ فی القنوت وهو

اختیار مشایخنا (باب ۸ صلوة الہر ص ۱۱۱) اور کائنات قنوت میں نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے گا، مشائخ کا یہی فیصلہ ہے۔

تراویح اور تہجد میں فرق؟

والصحيح ان وقتها ما بعد العشاء

الی طلوع الفجر قبل الوتر (باب ۱۹ تراویح ص ۱۱۵) صحیح بات یہ ہے کہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے وتر سے پہلے پہلے۔

والمستحب تأخيرها الى ثلث الليل او نصفه (ص ۱۱۵) تراویح کو تہائی یا نصف

رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔

پانچ سو طوائف حنیفہ کے تیار کردہ فتاویٰ عالمگیری سے معلوم ہوا کہ تراویح تہجد سے الگ کسی شے کا نام نہیں۔ مولانا انور شاہ کشمیری متنی فرماتے ہیں یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ تراویح آٹھ ہیں اور کسی بھی روایت سے ثابت نہیں کہ نبی صلعم نے تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھی ہوں (عرف الحدی ص ۳۲۹) مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی قیام رمضان اور قیام اللیل کو ایک ہی نماز قرار دیا ہے (لطائف

قاسمیہ ص ۱۳)

حق ملکیت

وللمولى ان يمنع عبده عن الجمعة والجماعات والعید

(صلوة الجمعة باب ۱۶ ص ۱۳۳) آقا کو اختیار ہے کہ اپنے غلام کو جمعہ، جماعت اور نماز عید سے روک دے۔

اس مسئلہ کی بنیاد ضعیف روایات پر ہے (ابوداؤد۔ درالقطنی وغیرہ)

ملازمین کو جمعہ معاف

وللمستاجر ان يمنع الاجير عن حضور

الجمعة (ص ۱۳۳)۔ مالک اپنے ملازم کو جمعہ پڑھنے سے روک سکتا ہے۔

یہ فتویٰ بالکل بے بنیاد ہے۔

خطبہ

و کفت تحمیدہ او تہلیلہ او تسبیحہ (ص ۱۳۶) صرف

ایک دفعہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہہ دینے سے خطبہ جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔

دورانِ خطبہ میں

واذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام

..... واما دراسة الفقه والنظر في كتب الفقه وكتابه فمن اصحابنا رحمهم الله تعالى من كره ذلك ومنهم من قال لا بأس به اذا لم يتكلم بلسانه وتكره الصلوة على النبي عليه الصلوة والسلام (ص ۱۳۷) امام صاحب کی تشریف آوری کے بعد نماز اور گفتگو منع ہو جاتی ہے جہاں تک فقرہ پڑھنے اور فقہ کی کتابیں دیکھنے اور لکھنے کا تعلق ہے تو ہمارے بعض اصحاب نے اسے مکروہ جانا ہے اور بعض نے کہا ہے زبان سے نہ بولے تو کوئی حرج نہیں البتہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

اقتداء

واذا كبر ولم يستطع ان يسجد على الارض للزحام فانه

ينتظر حتى يقوم الناس (ص ۱۳۹) تکبیر کے بعد بھیڑ کی وجہ سے زمین پر سجدے کیلئے جگہ نہ پائے تو لوگوں کے اٹھنے کا انتظار کر لے۔

نماز عید سے پہلے خطبہ

وان خطب قبل الصلوة جاز و يكره

..... ولا تعاد الخطبة بعد الصلوة (صلوة العیدین باب ۱۷ ص ۱۵۰) اگر نماز عید سے پہلے خطبہ دے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے تاہم نماز کے بعد خطبہ نہ لوٹا جائے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی فاویل شی ید ابہ الصلوة (صحیحین) عید گاہ میں جا کر نبی ﷺ سے پہلے نماز شروع فرماتے۔

خطبہ میں تعلیم

ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین ---- ویعلم

الناس صدقة الفطرو احکامها ---- و فی عید النحر یکر الخطیب ویسبح ویعظ الناس ویعلمهم احکام الذبح والنحر والقربان ---- ویعلم تکبیر التشریق . (ص ۱۵۰) پھر نماز

کے بعد امام خطبہ دے۔ اور لوگوں کو صدقہ فطر اور اس کے احکام بتلائے۔ اور عید الاضحیٰ کے موقع پر خطبہ نکھیریں کہے۔ تسبیحات پڑھے لوگوں کو دھکا کرے اور انہیں ذبح اور قربانی کے احکام کی تعلیم دے۔ اور کبیرات بخیرتی سکھلائے۔

ہمارے ہاں احناف خود اپنی تعلیمات کے برعکس نماز عیدین سے پہلے تقریر جہازنا شروع کر دیتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ ان کے خیال کے مطابق خطبہ میں غیر عربی زبان استعمال نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ ان حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ خطبہ تو ایک طرف دہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز تک دنیا کی ہر زبان میں جاز ہے۔

سنت سے ”محبت“ قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لیس فی

الاستفتاء صلوة مستونة فی جماعة — ولا خطبة فیہ — وان صلوا وحدا انا فلا یس — و لیس فیہ قلب رداء عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ (باب ۱۹ الاستفتاء ص ۱۵۳) امام ابوحنیفہ نے فرمایا استفتاء میں نہ باجماعت نماز سنون ہے اور نہ خطبہ اگر لوگ کیلئے پڑھیں تو حرج نہیں امام صاحب کے نزدیک چادر پلٹانا بھی جائز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے۔ خرج رسول اللہ ﷺ بالناس الی المصلی لیسقی فصلی بہم رکعتین جہر فیہما بالقراءة واستقبل القبلة یدعو ورفع یدییہ وحول رداءہ حین استقبل القبلة (صحیحین) نبی ﷺ استفتاء کی فرض سے لوگوں کے ساتھ عید گاہ میں تشریف لائے، انہیں دھرتیں نماز پڑھائی۔ ان میں بالجہر قرأت فرمائی۔ قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اپنی چادر کو پلٹا دیا۔

استقبال جنازہ ولا یقوم للجنازة الا ان یرید ان یشہدھا

(باب ۲۱ فصل ۴ ص ۱۶۲) اور جنازہ کیلئے نہ کڑا ہوا لایہ کہ وہ اس کے ساتھ جانا چاہے۔

کلمہ شہادت؟

وعلى متبى الجنازة الصمت ويكره لهم رفع

الصوت بالذكر وقرأة القرآن (ص ۱۶۲) جنازہ میں شامل ہونے والوں پر خاموشی لازم ہے۔
اونچی آواز کے ساتھ ذکر کرنا یا قرآن پاک کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

فاتحہ

ولا يقرأ فيها القرآن ولو قرأ الفاتحة . بنية الدعاء فلا بأس به

(فصل ۵ ص ۱۶۳) نماز جنازہ میں قرآن مجید نہ پڑھے اگر سورۃ فاتحہ (قرآن سمجھ کر نہیں) دعا کی نیت سے پڑھے تو حرج نہیں،

ظہیر بن عبد اللہ بن عوف روایت کرتے ہیں صلیت خلف ابن عباس علی جنازۃ فقرا فاتحۃ
الکتاب فقال لتعلموا انہا سنة (بخاری) میں نے حضرت ابن عباس کے پیچھے ایک جنازے کی
نماز پڑھی تو آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ سنت ہے۔

اکٹھا جنازہ

ولو اجتمعت الجنائز یخیر الامام ان شاء صلی علی کل

واحد علی حدة وان شاء صلی علی الكل دفعة بالنية علی الجميع --- وهو فی کیفیتہ
وضعہم بالخيار ان شاء وضعہم بالطول سطورا و احدا و یقف عند الفضلہم وان شاء
وضعہم واحدا و راء واحد الی جهة القبلة وترتیبہم بالنسبة الی الامام کترتیبہم فی
صلواتہم خلفہ حالة الحیاة (ص ۱۶۵) اگر متعدد جنازے جمع ہو جائیں تو امام کو اختیار ہے چاہے
تو ہر ایک پر الگ الگ نماز جنازہ پڑھے اور چاہے تو نیت کر کے سب کی اکٹھی پڑھ دے۔ جنازے رکھنے
کی ترتیب میں اختیار ہے چاہے ایک لائن میں رکھ دے اور امام سب سے افضل کے پاس کھڑا ہو اور
چاہے تو قبلہ کی جانب آگے پیچھے رکھ دے اسی ترتیب کے ساتھ جیسے وہ حالت زندگی میں امام کے پیچھے
کھڑے ہوتے تھے یعنی امام کے قریب پہلے مرد پھر بچے پھر عورتیں اور پھر نوجوان لڑکیاں۔

مسجد میں نماز جنازہ

وصلوة الجنازة فی المسجد الذی تقام فیہ

الجماعة مكروهة سواء كان الميت والقوم في المسجد او كان الميت خارج المسجد والقوم في المسجد او كان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقي في المسجد او الميت في المسجد والامام والقوم خارج المسجد (ص ۱۶۵) جس مسجد میں باجماعت نماز پڑھی جاتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے خواہ میت اور لوگ مسجد کے اندر ہوں یا میت باہر ہو اور لوگ اندر ہوں یا امام اور کچھ لوگ باہر ہوں اور باقی لوگ اندر ہوں یا میت اندر ہو اور امام اور لوگ باہر ہوں۔

عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سہیل بن البیضاء الا فی المسجد (مسلم وغیرہ) نبی ﷺ نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں ہی تو پڑھی تھی۔

نوگزے

عن ابی حنیفة رحمہ اللہ طول القبر علی قدر طول الانسان وعرضہ قدر نصف قامہ (فصل ۶ ص ۱۶۶) امام صاحبؒ کے نزدیک قبر کی لمبائی انسان کے قد کے مطابق ہونی چاہیے اور چوڑائی نصف قد کے برابر۔

یہ مزار ویکرہ ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبر (ص ۱۶۶)

جتنی مٹی قبر سے نکالی جائے اس میں سے اضافہ کرنا مکروہ ہے۔

یسنم القبر قدر الشبر ولا یربع ولا یجصص ولا بأس برش الماء علیہ ویکرہ ان ینبئ علی القبر او یقعد او ینام علیہ۔۔۔ او یعلم بعلامة من کتابتہ (ص ۱۶۶) قبر ایک بالشت اونچی اور کوہاں نما بنائی جائے چو کو نہ بنائی جائے، قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔ پانی چھڑکانے میں کوئی حرج نہیں قبر پر عمارت بنانا/ بیٹھنا، سونا۔۔۔ یا نشانی کے طور پر کچھ لکھنا مکروہ ہے۔

یہ عرل ویکرہ عند القبر مالم یعهد من السنة والمعہود منها

لیس الا زیارته والدعاء عنده قائما (ص ۱۶۶) قبر کے پاس مسنون کام کرنا مکروہ ہے مسنون صرف زیارت اور کھڑے ہو کر دعا کرنا ہے۔

پرانی قبریں
ولو بلی المیت وصار تراہا جازد فن غیرہ فی قبرہ و
زرعہ والبناء علیہ (ص ۱۶۷) اگر میت مٹی میں تحلیل ہو جائے تو اس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا وہاں
کھیتی باڑی کرنا اور مکان بنانا سب جائز ہے۔

سنت سے درہم قیمتی
لو وضع المیت لغیر القبلة --- واهیل علیہ
التراب لم ینبش --- وان وقع فی القبر متاع فعلم ہذا لک بعد ما اھا لو اعلیہ التراب
ینبش --- ولو کان المال درہما (ص ۱۶۷) اگر میت کو قبلہ رخ نہ رکھا جائے اور اس پر مٹی ڈال
دی جائے تو دوبارہ قبر نہ کھودی جائے اور اگر قبر میں کوئی شے گر پڑے اور مٹی ڈالنے کے بعد پتہ چلے تو قبر کو
کھودا جائے۔ چاہے وہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو۔

جوتوں سمیت
والمشی فی المقابر بنعلین لا یکرہ عندنا
(ص ۱۶۷) قبروں میں جوتوں سمیت چلنا ہمارے نزدیک محبوب نہیں۔

قل اور ساتے
اذا عزی اهل المیت مرة فلا ینبغی ان یعزیه
مرة أخرى --- ووقتها من حین یموت الی ثلاثة ایام ویکرہ بعدہ الا ان یکون المعزی او
المعزی الیہ غائب (ص ۱۶۷) ایک دفعہ اہل میت سے تعزیت کر لے تو دوبارہ اس سے تعزیت کرنا
مناسب نہیں اور یہ تعزیت تین دن کے اندر اندر ہونی چاہیے الا یہ کہ تعزیت کرنے والا یا سوگوار غیر حاضر ہو

پھوڑی
ولا بأس لاهل المصیبة ان یجلسوا فی البیت او فی
مسجد ثلاثة ایام والناس یا تو نھم ویزونھم ویکرہ الجلوس علی باب الدار وما

يصنع في بلاد المعجم من فرش البسط والقيام على قوارع الطريق من اقباح القبائح (ص ۱۶۷) اہل مصیبت تین روز تک گھر میں یا مسجد میں بیٹھ سکتے ہیں لوگ ان کے پاس آئیں اور تعزیت کریں۔ گھر کے دروازے کے سامنے بیٹھنا مکروہ ہے۔
بلاد عجم میں سڑکوں پر دریاں بچھا کر بیٹھنے کا رواج نہایت واہیات ہے۔

ماتمی لباس
بیکرہ للرجال تسويد الثياب وتمزيقها للتعزية ولا بأس
باتسويد للنساء (ص ۱۶۷) تعزیت کیلئے کپڑوں کو سیاہ کرنا اور انہیں پھاڑنا مردوں کیلئے منع ہے
عورتوں کے لئے کپڑے سیاہ کرنا جائز ہے۔

کتاب الصوم

صدقہ فطر
اما وقت اداها فجميع العمر عند عامة مشائخنا (صدقہ
الفطر باب ۸ ص ۱۹۲) ہمارے عام مشائخ کے نزدیک صدقہ فطر ساری عمر ادا ہو سکتا ہے۔
حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں وامر بها ان تودي قبل خروج الناس الى
الصلوة (صحیحین) نبی ﷺ نے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

بچت
ولا يودى عن زوجة ولا عن اولاده الكبار وان كانوا في عياله
---- ولا يلزم الرجل الفطرة عن ابیه و امه وان كانوا في عياله لانه لا ولاية له عليهما
کالا ولا دالكبار (ص ۱۹۳) اپنی بیوی اور اپنی بیوی اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا نہ کرے اگر وہ
اس کے زیر کفالت ہوں۔۔۔۔ ماں باپ کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا اس کے ذمہ لازم نہیں اگرچہ وہ
اس کی زیر کفالت ہی ہوں اس لیے کہ اسے ان پر سہولتی حاصل نہیں ہے (کتاب الصوم)

روزہ دار کیلئے پانی کا استعمال

وعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ

یکرہ للصائم المضمضة والا مستشاق بغیر وضوء و کرہ الاغتسال و صب الماء علی الراس والا مستقاع فی الماء والتلفف بالثوب المبلول (مایکرہ للصائمہ وما لا یکرہ ، باب ۳ ص ۱۹۹) امام صاحب فرماتے ہیں وضوء کے سوا روزہ دار کیلئے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مکروہ ہے۔ نیز نہانا سر پر پانی بہانا پانی میں داخل ہونا اور گیلہ کپڑا لگانا سب مکروہ ہے۔

ابو بکر بن عبدالرحمن ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں لقد رأیت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بالمرج یصب علی رأسه الماء من العطش او من الحر (موطا امام مالک ص ۸۹) میں نے نبی ﷺ کو مقام عرج میں دیکھا کہ آپ پیاس یا گرمی کی وجہ سے سر مبارک پر پانی بہا رہے تھے۔

شوال کے روزے

ویکرہ صوم ستۃ من شوال عند ابی حنیفۃ

رحمہ اللہ تعالیٰ متفرقا کان او متابعا . ص ۲۰۱) امام صاحب کے نزدیک شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں۔ متفرق طور پر رکھے جائیں یا پے در پے۔

حضرت ابوالیوب انصاریؒ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا من صام رمضان ثم اتبعہ

مستامن شوال کان کصیام الدهر (مسلم ص ۳۶۹) جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے اسے عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

انگلی

ولو ادخل اصبعہ فی استہ او المرأة فی فرجہا لا یفسد (ما یفسد

وما لا یفسد ص ۲۰۳) مرد اپنی دہریں یا عورت اپنے فرج میں انگلی داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

تیل لگا کر

الا اذا كانت مبعلة بالماء او الدهن فحینئذ یفسد

لو وصول الماء او اللدھن (ص ۲۰۴) ہاں اگر انگلی پانی میں یا تیل میں بھیگی ہوئی ہو تو پھر روزہ ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ پانی یا تیل اندر پہنچ گیا۔

پیچھے سے
الصائم اذا استقصى فی الاستجاء حتى بلغ الماء مبلغ الحفنة یفسد صومه (باب ۴ ص ۲۰۴) روزہ دار استنجاء میں مبالغہ کرے یہاں تک پانی محدہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

پیار
ولو قبل بهیمة فانزل لا یفسد (ص ۲۰۴) جانور کو چوما اور انزال ہو گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

کنڈہ ہم جنس
وان مس فرج بهیمة فانزل لا یفسد صومه (ص ۲۰۵) جانور کی مخصوص جگہ کو چھوا اور انزال ہو گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مضبوط روزہ
واذا جامع بهیمة او میتة او جامع فیما دون الفرج ولم یبذل لا یفسد صومه . (ص ۲۰۵) جانور سے یا مردہ عورت سے یا قاعدہ جماع کیا یا زندہ عورت سے بغیر دخول کے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مشت زنی
ہدایہ میں لکھا ہے وکلذا لو نظر الی امراتہ فامتنی لما بینا و صار کالمتفکر اذا امنی و کالمستمنی بالكف علی ما قالوا راج ۱ ص ۷۷ کتاب الصوم) عورت کو دیکھا یا کسی (حینہ) کا تصور کیا یا مشت زنی کی اور منی خارج ہوئی تو ان سب صورتوں میں اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اعتکاف کی قسمیں
وینقسم الی واجب وهو المنلور ----والی

سنة مؤكدة وهو في العشر الاخير من رمضان والى مستحب وهو ما سواهما (باب الاعكاف ص ۲۱۱) ایک اعکاف واجب ہوتا ہے اور وہ نذر کی صورت میں ہوتا ہے ایک اعکاف سنت مؤکدہ ہوتا ہے اور وہ رمضان شریف کے آخری دحا کہ میں ہوتا ہے اور ایک مستحب ہوتا ہے اور وہ ان دونوں کے سوا ہے۔

آداب اعکاف

عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وهو

لؤلہما ان الصوم لیس بشرط فی التطوع (ص ۲۱۱) ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ روزہ (اعکاف واجب میں شرط ہے) نقلی اعکاف میں شرط نہیں۔

هذا كله في الاعتكاف الواجب اما في النفل فلا باس بان يخرج بعذر وغيره

--- لا باس فيه ان يعود المريض ويشهد الجنابة (ص ۲۱۳) باہر نکلنے کی تمام پابندیاں اعکاف واجب کے سلسلے میں ہیں نقلی معکف عذر اور بغیر عذر کے باہر جاسکتا ہے وہ مریض کی عیادت بھی کر سکتا ہے اور جنازہ میں بھی شرکت کر سکتا ہے۔

ہدایہ میں ہے قال لا یفسد حتی یکون اکثر من نصف یوم وهو الامتحسان

لان فی القلیل ضرورة. (باب الاعتکاف ج ص ۱۹۱) صاحبین فرماتے ہیں بلا عذر نصف دن سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے تو اعکاف فاسد نہیں ہوگا۔ یہی فتویٰ پسندیدہ ہے اس لیے کہ تھوڑے کی ضرورت ہوتی ہے۔

معکف نشہ میں

واذا سکر المعکف لہلالم یفسد اعتکافہ

لانہ تناول محظور الدین لا محظور الاعتکاف (ص ۲۱۳) معکف رات کو نشہ کر لے تو اس کا اعکاف فاسد نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے ایسی شے استعمال کی ہے جو دین کے خلاف ہے نہ کہ اعکاف کے خلاف۔

یہ نذرانے
 ما یوخذ من الدراهم ونحوها وينقل الی
 ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع (ص ۲۱۶) اولیائے کرام کا تقرب حاصل
 کرنے کیلئے ان کے حزاروں پر روپے پیسے وغیرہ کے نذرانے لے جانا بالاجماع حرام ہے۔

کتاب المناسک

قبلہ حاجی صاحب
 ولو اتی بهیمة فاولجها فلاشی علیہ الا اذا
 انزل فیجب علیہ الدم ولا تفسد حجته (باب ۸ فصل ۳ ص ۲۳۳) اگر وہ جانور کے پاس
 آئے اور اس میں داخل کرے تو اس پر کوئی تاوان نہیں ہاں اگر انزال ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی
 اور اس کا حج فاسد نہیں ہوگا۔

دیوی درشن
 وان نظر الی فرج امرأة بشهوة فامنی لا شئی علیہ (ص
 ۲۳۳) اگر وہ عورت کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھے اور بہہ جائے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔

روضے کی جالی
 ثم ید نومنه ثلاثة اذرع او اربعة ولا یدنومنه اکثر من
 ذلك ولا یضع یدہ علی جد ار التربة . (زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (باب
 ۱۷ ص ۲۶۵) پھر روضہ مبارک سے پانچ چھ فٹ ہٹ کر کھڑا ہو۔ اس سے زیادہ قریب نہ ہو اور نہ ہی
 روضہ مبارک کی دیوار پر ہاتھ رکھے۔

اہل توحید
 ویبلغہ سلام من اوصاہ فبقول السلام علیک یا رسول
 اللہ من فلان بن فلان . یتشفع بک الی ربک فاشفع لہ ولجميع المسلمین

(ص ۲۶۶) جس نے کہا ہواس کا سلام نبی علیہ السلام کو پہنچائے اور کہے اے اللہ کے رسول آپ پر فلاں بن فلاں کی طرف سلام ہو وہ آپ کے رب کی طرف آپ کی سفارش کا طالب ہے پس اس کے لیے اور تمام مسلمانوں کیلئے سفارش فرمائیے۔

ويعبدون من دون الله مالا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله .

وسیلہ دروسیلہ جتنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ لیشفع لنا ویسال

ربنا ان یتقبل سعینا الخ . (ص ۲۶۶) اے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ کو وسیلہ پکڑیں نبی علیہ السلام تک تاکہ وہ ہمارے لیے شفاعت کریں اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔ الخ

بارش کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے نبی ﷺ کا وسیلہ نہیں

پکڑا تھا (عن انس بخاری) فوت ہونے کے بعد اگر ان کا مذہب تبدیل ہو گیا ہو تو کچھ کہا نہیں جاسکتا۔

مدینہ کے عاشق در مختار ص ۱۰۸ میں لکھا ہے لاحرم للمدینہ

. عندنا ہمارے نزدیک مدینہ حرم نہیں ہے حالانکہ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ المدینة حرم۔

مدینہ حرم ہے (عن انس بن مالک . بخاری ص ۲۵۱)

کتاب النکاح

لپے لپنگے گواہ وینعقد بحضور من لا تقبل شهادته لا اصلا (کتاب

النکاح باب ۱ ص ۲۶۷) قطعاً ناقابل شہادت گواہوں کی موجودگی سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

شرابی گواہ ولو تزوج امرأة بحضور السکاری وهم عرفوا امر

النکاح غیر انہم لایذکرونہ بعد ما صحوا انعقد النکاح (ص ۲۶۸) نہر کے ہوئے
گواہوں کی موجودگی میں عورت سے نکاح کیا اور وہ نکاح کے معاملے کو سمجھتے ہوں۔ نہر دور ہونے کے بعد
وہ اسے بھول بھی جائیں تب بھی نکاح صحیح ہے۔

حق مہر میں شراب اور خنزیر ہدایہ میں لکھا ہے: فان تزوج اللمی

ذمیۃ علیٰ عسمر او خنزیر ثم اسلما او اسلم احدہما فلہا الخمر و الخنزیر (ج ۲ باب
المہر ص ۳۰۸) اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے نکاح کیا۔ حق مہر شراب یا خنزیر پر قرار پایا۔ اب اگر
یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو عورت کو مہر میں شراب یا خنزیر ہی ملے گا۔

علم غیب ومن تزوج امرآة بشهادة الله ورسوله لا يجوز النکاح
(ص ۲۶۸) اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر شادی کی تو نکاح جائز نہیں۔

وبعضہم جعلوا ذلك کفرا لانه يعتقد ان الرسول صلی الله علیہ وسلم یعلم
الغیب وهو کفر. (فتاویٰ قاضی خان بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۳۳)
بعض نے اس چیز کو کفر قرار دیا ہے اس لیے کہ وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے ہیں جب کہ
ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

نکاح ٹوٹ گیا ولو نظر الی فرج امرآة بشہوق فراء ستر رقیق اوز جاج

یستبین فرجہا لبت حرمة المصاهرة ولو نظر فی امرآة ورأی فیہا فرج امرآة فنظر عن
شہوة لا تحرم علیہ امہا و بنتہا لانه لم یر فرجہا و انما رأی عکس فرجہا (المحرمات
باب ۳ قسم ۲ ص ۲۷۳) کسی عورت کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ باریک پردے یا شمشے کی اڈٹ
سے دیکھا تو حرمت معاہرت ثابت ہو جائے گی یعنی اس پر اس کی ماں یا بیٹی وغیرہ حرام ہو جائے گی۔ اور
اگر اس نے عورت کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ آئینہ میں دیکھا تو پھر اس پر اس کی ماں بیٹی حرام نہیں ہوگی۔

کیونکہ اس نے اصلی شرم گاہ کو نہیں دیکھا بلکہ اس کے عکس کو دیکھا۔

بلیو پرنس

فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ والنظر الی الفرج عن الشهوة

یثبت حرمة المصاهرة عندنا وتكلموا فی النظر الی الموضوع الذی یثبت الحرمة قال بعضهم هو النظر الی منبت العانة --- وقال بعضهم هو النظر الی الشق وقال بعضهم هو النظر الی داخل الفرج ----- وعلیه الفتویٰ حتی قالوا لو نظر الی فرجها وهی قائمة لا یثبت حرمة المصاهرة وانما یقع النظر فی الارض اذا كانت قاعدة متکنة (حاشیہ ہر فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۶۲) عورت کی شرم گاہ دیکھنے سے ہمارے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ اب اس میں علمائے حنفیہ کا اختلاف ہے کہ شرم گاہ کا کونسا حصہ دیکھے تو حرمت ثابت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا جہاں بال اگتے ہیں وہ جگہ دیکھنے سے بعض نے کہا اس کی قاشیں دیکھنے سے اور بعض نے کہا شرم گاہ کا اندرونی حصہ دیکھنے سے اور اسی پر فتاویٰ ہے حتیٰ کہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے کھڑی عورت کی شرم گاہ دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ شرم گاہ کے اندر نظر تب ہی پڑتی ہے جب وہ محترمہ (تکلیف) ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی ہو۔

پھنور وندی

واذا نظر الرجل فرج ابنة بغير شهوة فتمنی ان یکون له

جارية مثلها فوقعت منه شهوة مع وقوع بصره قالوا ان كانت الشهوة وقعت علی ابنة حرمت علیہ امر انه وان كانت الشهوة وقعت علی النی تمناها لا تحرم لان نظره فی هذه الصورة الی فرج ابنته لم یکن عن شهوة (ص ۷۳) اور جب آدمی نے اپنی بیٹی کی شرم گاہ کو شہوت کے بغیر دیکھا تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کاش اس کی کوئی لوطی اس جھسی ہوتی۔ اس نظر بازی سے اس کی شہوت بیدار ہوگی فقہائے کرام نے کہا ہے کہ شہوت بیٹی کی شرم گاہ دیکھنے سے پیدا ہوئی تب تو اس پر اس کی ماں یعنی بیوی حرام ہو جائے گی اور اگر شہوت لوطی کے خیال سے پیدا ہوئی تو پھر بیوی حرام نہ ہوگی کیوں کہ اس صورت میں بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھنا شہوت کے ساتھ نہ رہا یعنی دھیان پیشک بیٹی

کی شرم گاہ کی طرف ہے مگر تخمیل معشوق کی جانب ہے۔

چنگلی سے حرمت

فلو ابقظ زوجة لیجا معها فوصلت یدہ الی

ابتہ منها فقر صہا بشهوة وہی ممن تشہی یظن انها امہا حرمت علیہ الام حرمة موبدۃ (ص ۲۷۳) مجامعت کے لیے اپنی بیوی کو جگانہ چاہا تو ہاتھ اپنی بیٹی کی طرف چلا گیا جو اس کے شکم سے ہے اور شہوت کے ساتھ اس کے چنگلی لی بیٹی بالغ ہے اس نے اس کو اس کی ماں سمجھا ماں ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگی۔

بال چھونے سے حرمت

ولو مس شعرها بشهوة ان مس ما

الصل ہوا سہا ثبت (ص ۲۷۳) اگر اپنی بیٹی کے سر کے متصل بالوں کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگا دیا تو بھی اس کی ماں اس پر حرام ہو جائے گی۔

ناخن چھونے سے حرمت

ولو مس ظفرها بشهوة

ثبت. (ص ۲۷۵) اور اگر اس کے ناخن کو شہوت کے ساتھ چھولیا تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

فقہ شریف

ثم المس النما یو جب حرمة المصاهرة اذا لم یکن

بینہما ثوب اما اذا کان بینہما ثوب فان کان صفیقا لا یجد الماس حرارة الممسوس لا ثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت اکتہ بلذک وان کان رقیقا بحیث تصل حرارة الممسوس الی یدہ ثبت (ص ۲۷۵) چھونے سے حرمت مصاہرت تب واجب ہوتی ہے جب دونوں کے درمیان کپڑا حائل نہ ہو اگر کپڑا حائل ہو تو اگر وہ اتنا موٹا ہو کہ چھونے والا لڑکی کے لمس کی حرارت محسوس نہ کرے تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی گو اس دوران میں اس کا آلہ منتشر ہی کیوں نہ ہو جائے اور اگر کپڑا اتنا پارک ہو کہ لمس کی حرارت اس کے ہاتھ تک پہنچ گئی تو مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

اچانک حرمت

والدوام علی المس لیس بشرط ثبوت

الحرمة حتى قيل اذا مديده الى امرأة بشهوة فووقت على انف ابنتها فاذدادت شهوته حرمت عليه امراته وان نزع يده من ساعته (ص ۲۷۵) ثبوت حرمت کے لیے کچھ دیر تک ہاتھ لگائے رکھنا شرط نہیں۔ فقہاء نے کہا ہے اپنی بیوی کی طرف شہوت کے ساتھ ہاتھ بڑھائے مگر بیٹی کی ناک پر جا پڑے اور شہوت تیز ہو جائے اس پر بیوی حرام ہو جائے گی خواہ فوراً ہی ہاتھ پیچھے ہٹالے۔

بچی سے جماع کرنے میں حرمت نہیں

فتاویٰ جمع صغیرۃ لا تستھی لا ثبت الحرمة (ص ۲۷۵) چھوٹی نابالغ بیٹی سے جماع بھی کر لے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

کرامت

لو جامع ابن اربع سنین زوجة ابیه لا تثبت به حرمة

المصاهرة (ص ۲۷۵) چار سال کا لڑکا اپنے باپ کی بیوی سے جماع کرے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

تحقیق

فمن انتشرت آلتہ فطلب امرأة او لجها بین فخذی

ابنتها لا تحرم علیہ امہا مالم تزدد انتشارا (ص ۲۷۵) ایک شخص کا آلہ منتشر ہوا۔ اس نے اپنی بیوی کو طلب کیا مگر اس نے اپنا آلہ اس کی بیٹی کے رالوں کے بیچ میں گھسیڑ دیا تو اس کی ماں اس پر اس وقت تک حرام نہ ہوگی جب تک کہ اس کے آلہ میں مزید انتشار پیدا نہ ہو۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے: صغیرۃ فزعت فی المنام فہربت الی فراش

والدھا عربیانة وانتشر لها ابوھا وهی ابنة ثمان سنین قال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن فضل اخشی ان تحرم والدتها. (حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۶۳) بچی خواب میں ڈرگئی اور نگئی ہی اپنے باپ کے بستر کی طرف بھاگ اٹھی۔ اس کی وجہ سے باپ کو شہوت آگئی۔ بچی کی عمر آٹھ سال کی ہے شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل فرماتے ہیں مجھے خدشہ ہے کہ بچی کی ماں اس پر حرام ہو

جائے گی۔

انزال سے حرمت نہیں

ولو مس فانزل لم تثبت به حرمة

المصاهرة في الصحيح لانه تبين بالانزال انه غير دا ع الى الوطاء (ص ۲۷۵) چھوٹے سے اگر انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی کیونکہ انزال سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ وطی مقصود نہیں تھی۔

بد فعلی سے حرمت نہیں

كذلك الوسطى في دبرها لا تثبت به

الحرمة (ص ۲۷۵) لڑکی کی پیٹھ (ذیر) میں بد فعلی کی تو بھی حرمت ثابت نہ ہوگی۔

جماع کرنے میں حرمت نہیں

واذا جامع ميتة لا تثبت به

الحرمة . (ص ۲۷۵) مردہ لڑکی سے جماع کیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

پستان پکڑنے سے حرمت

ولو اخذ ثديها وقال ما كان عن

شهوة لا يصدق (ص ۲۷۶) اور اگر اس کا پستان پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے شہوت کے ساتھ ایسا نہیں کیا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔

گالی سے حرمت

قيل لرجل ما فعلت بأم امرأتك قال جامعتها

—تثبت الحرمة (ص ۲۷۶) کسی سے (از مذاق) پوچھا جائے تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا وہ (بطور مذاق) جواب دے میں نے اس سے جماع کیا تو اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔

باپ

رجل تزوج امرأة على انها عذراء فلما اراد وقاها

وجد ها قد افضت فقال لها من الفضح فقالت ابو ك ان صدقها الزوج بانث منه

ولا مهر لها وان كذبها فهي امرأته (ص ۲۷۶) کنواری بچھ کر شادی کی مگر اس کی بکارت کو زائل پایا۔ پوچھا یہ حرکت کس نے کی بولی تیرے باپ نے اگر خاوند تصدیق کر دے تو وہ اس سے جدا ہو جائے گی اور مہر نہیں ملے گا اگر تصدیق نہ کرے تو وہ اس کی بیوی ہے۔

بیٹیا

لو ادعت المرأة ان مس ابن الزوج اياها كان عن شهوة
لم تصدق والقول قول ابن الزوج (ص ۲۷۶) بیوی خاوند سے کہے تیرے بیٹے نے مجھے شرارت سے چھوا ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ بیٹے کی بات کا اعتبار ہوگا۔

سہاں

ولو اخذت ذكر النختن في الخصومة وقالت كان عن
غير شهوة صدقت (ص ۲۷۶) لڑائی جھگڑے میں داماد کا ذکر پکڑ لیا اور کہا میں نے شہوت سے نہیں
پکڑا تھا تو تصدیق کی جائے گی۔

واماد

اسی طرح قنادی قاضی خاں میں لکھا ہے ولو قبل الرجل ام مرأته ثبت
الحرمة مالم يظهر انه قبلها بغير شهوة (حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۱)
اور اگر داماد سہاں کو بوسہ دے دے تو بیوی حرام ہو جائے گی لیکن اگر بغیر شہوت کے ہو تو پھر نہیں۔

شہوت کا مطلب

ودليل الشهوة على قول ابى الحسن القمي
انتشار الآلة عند ذلك ان لم يكن منتشرا قبل ذلك وان كان منتشرا قبل ذلك
لفعلامة الشهوة زيادة الانتشار والشدة (ایضاً) ابوالحسن قمی کے مطابق شہوت کا مطلب یہ ہے کہ
بوسہ کے وقت آگے منتشر ہو جائے اگر وہ پہلے منتشر نہیں تھا اور اگر پہلے منتشر تھا تو اس وقت اس میں حرید
شدت و انتشار پیدا ہو جائے۔

کپڑا پیٹ کر

اذا لف ذكره في عرقه وجامها كذلك ان

كانت غرقه لا تمنع وصول الحرارة الى ذكره تحل المرأة للزوج الاول وان كانت تمنع كالمندبل فلا تحل (ص ۲۷۷) اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر عورت سے حلالہ کیا۔ اگر تو کپڑا ذکر تک حرارت فرج کے پہنچنے سے مانع نہیں تو عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی اور اگر رومال کی طرح مانع ہے تو یہ حلال نہیں ہوگی۔

عارضی نکاح

ولو تزوجها مطلقا ولى نيته ان يقعد معها مدة نواها

فالنكاح صحيح (المحرمات بالطلاقات قسم نمبر ۹ ص ۲۸۳) عورت سے مطلق نکاح کیا دل میں یہ نیت ہے کہ وہ اس کے ساتھ صرف ایک مخصوص مدت بسر کرے گا تو نکاح صحیح ہے۔ اگر ان منقہوں کے ساتھ کوئی یہ سلوک کرے تو کیا یہ اسے اپنے لیے پسند فرمائیں گے۔

ولو تزوجها على يطلق بعد شهر فانه جائز (ص ۲۸۳) اگر عورت سے نکاح کیا

اس شرط پر کہ وہ ایک مہینہ بعد طلاق دے دے گا تو یہ جائز ہے۔

وہکے شرعی

ومن ادعت عليه امرأة نكاحها واقامت بينة فجعلها

القاضى امرأة ولم يكن تزوجها وسعها المقام معه وان تدعه يجمعها (ص ۲۸۳) عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کر دیا اور دلیل بھی قائم کر دی اور قاضی نے عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا حالانکہ حقیقت میں نکاح نہیں ہوا تھا تو مرد کا اس سے ہمبستر ہونا جائز ہے۔ وکذا لو ادعى النكاح محکمه کذا لک (ص ۲۸۳) اس طرح اگر کوئی مرد عورت پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ کر دے تو اس کا بھی بھی حکم ہے۔

پارائے

نفذ نكاح حرة مكلفة بلاولى عند ابى حنيفة و ابى

يوسف (باب ۳ فصل فى الاولياء ص ۲۸۷) امام حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک آزاد پارائے لڑکی کا نکاح بغیر ولی کے جائز ہے۔

کنواری زانیہ ان زالت بکارتھا بولبة او حنیفة او جراحة او تعینس

لھی فی حکم الابهکار وان زالت بکارتھا بزنا فکذلک عند ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ (فصل فی الاولیاء ص ۲۹۰) لڑکی کی بکارت چھلانگ یا حیض یا زخم یا زیادہ عمر کی وجہ سے زائل ہوگئی تو وہ کنواری کے حکم میں ہے اور اگر زنا سے زائل ہوگئی تو بھی امام صاحبؒ کے نزدیک اسی حکم میں ہے۔ یعنی ان کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ مگر کنوار پن ختم نہیں ہوتا۔

کتاب الرضاع

مدت رضاعت وقت الرضاع فی قول ابی حنیفة رحمہ اللہ ،

تعالیٰ مقدر بثلاثین شہرا (ص ۳۴۲) امام صاحبؒ کے قول کے مطابق مدت رضاعت تیس ماہ ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے حولین کاملین۔ دو سال پورے۔

بغیر باپ کے رضاعی ماں رجل تزوج امرأة ولم تلدمنه قط ثم

نزل لها لبن فارضعت صیبا كان الرضاع من المرأة دون زوجها (۳۴۳) مرد نے ایک عورت سے شادی کی اس عورت کی اس مرد سے کبھی اولاد نہیں ہوئی تاہم دودھ اتر آیا اور اس نے ایک بچے کو پلادیا تو رضاعت کا مرد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

نہایت ضروری مسئلہ لو ان صیبة لم تبلغ تسع

سنین نزل لها اللبن فارضعت صیبا لم یعلق به تحریم (ص ۳۴۳) نو سال سے کم عمر کی بچی کو دودھ اتر آیا اور ایک بچے کو پلادیا حرمت واقع نہیں ہوگی۔

دودھیل مرد

اذا نزل للرجل لبن فارضع به صبيا لا تثبت به

حرمة الرضاع (ص ۳۴۳) مرد کے دودھ اتر آیا اور ایک بچے کو پلا دیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

مردہ کا دودھ

لبن الحية والميتة سواء في التحريمه . (ص ۳۴۳) زندہ

عورت اور مردہ عورت کا دودھ حرمت کے حکم میں برابر ہے (یعنی مردہ عورت سے جماع کیا جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی دودھ پی لیا جائے تو ثابت ہو جائے گی)

کبیرا رویا

ولو جعل اللبن مخيضاً ورائها او شيرازا او جبنا او اقطا او

مصلا فتنا وله الصبي لا يثبت التحريم لان اسم الرضاع لا يقع عليه (ص ۳۴۵) عورت کے دودھ کا مکھن دہی کھویا یا پنیر وغیرہ بنا لیا جائے اور بچہ اس سے کھالے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس پر رضاعت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

کتاب الطلاق

عسیلہ؟

اما الانزال فليس بشرط للاحلال (ما تحل به المطلقة

باب ۶ (ص ۴۷۳) تخمیل کیلئے انزال شرط نہیں۔

تاکید مزید

اذالف ذكره بخرقة وادخله فرجها فان وجد الحرة

تحل والا فلا (ص ۴۷۳) کپڑا لپیٹ کر داخل کرے حرارت محسوس کرے تو حلالہ کا فائدہ ہوگا۔ ورنہ نہیں۔

ڈاکٹری رپورٹ

اور فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے الزوج المحلل اذا

وطی المرأة فافضاها لا تحل للزوج الاول (حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۶۶) حلالہ کرنے والے خاوند نے عورت سے جماع کیا اور اس کے اندام نہانی کو کھول کر رکھ دیا تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

بوڑھا محلل

ولو اولوج الشيخ الكبير الذي لا يقدر على

الجماع بقوته بل بمساعدة اليد لا تحل للاول الا ان تنتشر آلته وتعمل (ص ۴۷۳) بوڑھا اور کمزور جو اپنی قوت کے ساتھ نہیں بلکہ ہاتھ کی مدد سے داخل کرے تو اس سے بھی پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوگی سوائے اس صورت کے کہ اسکے عضو میں انتشار پیدا ہو اور عمل کرے۔

میٹھا میٹھا ہب

لو اخرجت المرأة ان زوجها الفاسي

جامعها وانكر الزوج الجماع حلت للاول (ص ۴۷۴) عورت بتلائے کہ اس کے ساتھ دوسرے خاوند (محلل) نے جماع کیا ہے مگر وہ انکار کرے تو وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی۔

کڑوا کڑوا تھو

ولو قالت بعد ما تزوجها الاول ما تزوجت

باخر وقال الزوج تزوجت باخر ودخل بك لا تصدق المرأة (ص ۴۷۴) پہلے خاوند سے شادی رچانے کے بعد عورت کہے میں نے دوسرے سے شادی نہیں کی تھی۔ خاوند کہے تو نے کی تھی اور اس نے تیرے ساتھ دخول بھی کیا تھا تو عورت کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

حلالہ

رجل تزوج امرأة ومن نيته التحليل ولم يشترط ذلك

تحل للاول بهذا ولا يكره ---- ولو شرط يكره وتحل عند أبي حنيفة وزفر رحمهما الله تعالى (ص ۴۷۴) ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ حلالہ کی نیت سے نکاح کیا اور انہوں نے ایسا (لفظوں میں) طے نہیں کیا تو وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی۔ اور یہ مکروہ نہیں ہے؟ گواہ ابو حنیفہ اور زفر کے نزدیک پہلے کیلئے حلال پھر بھی ہو جائے گی۔

کتاب الحدود

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲)

زنا جائز لو تزوج خمساً فی عقدۃ او تزوج الخاصۃ فی نکاح

الاربع او تزوج باخت امرأة او باهما لجامعها وقال علمت انها علی حرام او تزوجها متعة لا یجب الحد فی هذه الوجوه وان قال علمت انها علی حرام (باب الزنا ص ۱۳۸) بیک عقد پانچ عورتوں سے نکاح کرے یا چار بیویوں کے ہوتے پانچویں سے نکاح کرے یا اپنی سالی سے یا اپنی ساس سے نکاح کرے اور پھر ان سے جماع کرے اور کہے مجھے معلوم ہے کہ یہ مجھ پر حرام ہے یا کسی عورت سے نکاح نہ کرے ان سب صورتوں میں اس پر حد زنا نافذ نہیں ہوگی گو وہ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ مجھ پر حرام ہے۔

کیونکہ یہ زنا نہیں ہے فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے: لو

تزوج بدات رحم محرم نحواً لبنت والاخت والام والعمة والنخالة وجامعها لاحد علیہ فی قول ابی حنیفةؒ وان قال علمت انها علی حرام (حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۲۶۸) بیٹی، بہن، ماں، پھوپھی، خالہ، وغیرہ محرمات ابدیہ سے نکاح کر کے صحبت کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔ اگر چہ وہ کہے مجھے معلوم تھا کہ یہ مجھ پر حرام تھی۔

نکاح پر نکاح ولو تزوج امرأة لها زوج فوطها لاحد علیہ عند ابی

حنیفةؒ (ایضاً) پہلے سے شادی شدہ (خاوند والی) عورت سے نکاح کر کے صحبت کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے

الگ الگ اور اکٹھی تین طلاقوں میں فرق

لو طلق امراته

ثلاثاً ثم وطها في العدة ان كان طلقها ثلاثاً جملة لا حد عليه (ايضا) اپنی عورت کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر عدت میں اس سے صحبت کر لی تو اس پر حد نہیں۔

وزیر آباد کیس

رجل زنى بامرأة ميتة اختلفوا فيه قال اهل

المدينة يحد وقال اهل البصرة يعزرو ولا يحد قال الفقيه ابو الليث وبه ناخذ الصأ (ص ۳۶۹) آدی نے مردہ عورت سے زنا کیا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اہل مدینہ نے کہا اس پر حد ہے اہل بصرہ نے کہا اسے تعزیری دی جائے۔ اس پر حد نہ لگائی جائے۔ فقیہ ابواللیث نے کہا ہمارا یہی مذہب ہے

پیسے طے کر کے

استأجر المرأة ليزني بها ليطاها او قال غلدي

هذه الدرهم لا طاك او قال مكيني بكذا ففعلت لم يحد (عالمگیری ج ۲ ص ۱۳۹) کسی عورت کو زنا اور جماع کیلئے کرایہ پر حاصل کیا یا کہا اتنے پیسے لے لو تا کہ میں تیرے ساتھ ہمستری کروں یا کہا اتنی رقم لے لو اور مجھے موقع دو اور وہ عورت اس پر عمل کرے تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

شفقت

اذا زنى صبي او مجنون بامرأة عاقلة وهي مطاوعة فلا

حد على الصبي والمجنون بلا خلاف هل تحد المرأة فعلى قول علماء نارحهم الله تعالى لا تحد (ص ۱۵۰) ایک عقل مند عورت اپنی مرضی سے بچے یا دیوانے سے زنا کروائے، بچے اور دیوانے پر تو بلا اختلاف حد نہیں اور ہمارے علماء کے نزدیک عورت پر بھی حد نہیں۔

وضاحت

فتاویٰ قاضی خان میں ہے والبالغة العاقلة اذا

دعت صبياً فجا معها لا حد عليها علمت بالحرمة او لم تعلم وعليها العدة ولا مهر لها (حاشیہ ہر فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۳۶۸) عاقلہ بالغہ عورت نے بچے کو دعوت (گناہ) دی

اس نے اس سے جماع کیا تو عورت پر حد نہیں۔ چاہے اسے چیز کی حرمت معلوم ہو یا نہ ہو۔ اسے عدت گزارنی ہوگی اسے مہر نہیں ملے گا۔

وحشی، درندگی

رجل زنی بصغیرة لا تحتمل الجماع فافضاها

لا حد علیہ (البیضا ص ۳۶۹) آدمی نے چھوٹی بچی سے زنا کیا جو جماع کو برداشت نہیں کر سکتی تھی اور اس کا سب کچھ قبول کر رکھ دیا تو اس پر حد نہیں۔

بڑی مہربانی

واذا زنی بصیبة فلا حد علیہا وعلیہ المہر (عالمگیری

ص ۱۵۰) کسی بچی سے زنا کیا تو دونوں پر حد نہیں۔ البتہ مرد کے ذمہ مہر لازم ہوگا۔

پرانی عادت

قاضی غمان میں لکھا ہے لو جامع اجنبیة فی دبرها او

غلاما فی دبرہ قال ابو حنیفہ یمعزراشد التعزیر ولا حد علیہ (حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۳۶۹) لڑکی یا لڑکے کی پیٹھ میں جماع کیا تو امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اسے سخت سزا دی جائے مگر حد نہ لگائی جائے۔

آسان طریقہ

اذا زنی بامرأة ثم قال اشتریتها لا حد علیہ

سواء كانت حرة او امعة (ص ۱۵۱) ایک عورت سے زنا کر کے کہے میں نے تو اسے خرید لیا ہے چاہے وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی تو اس پر حد نہیں ہے۔

ہمدردی

واذا زنی بامعة ثم قال اشتریتها --- وقال مولاها

کذب لم ابعها قال لا حد علیہ (ص ۱۵۱) ایک لونڈی سے زنا کر کے کہے میں نے اسے خرید لیا ہے۔ لونڈی کا اصل مالک کہے یہ جھوٹ بولتا ہے میں نے اسے نہیں بیچا ہے تو اس پر بھی حد نہیں۔

ہمارا تو نکاح ہے

ہدایہ میں ہے ومن القراہع مرات فی

مجالس مختلفہ انہ زنی بفلانہ وقالت ہی تزوجنی او اقرت بالزنا وقال الرجل تزوجتها فلا حد علیہ وعلیہ المہر (ج ۲ کتاب الحدود ص ۴۹۳) مرد یا عورت نے مختلف مجلسوں میں چار بار زنا کا اقرار کیا لیکن فریق ثانی نے کہہ دیا کہ ہمارا تو نکاح ہے تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

اندھا دھند

لو اذهب بصر امة بالوطء لا یجب الحد بلا خلاف

(ص ۱۵۱) اگر زنا کرے کسی لوٹھی کی بیٹائی زائل کر دے تو بلا اختلاف اس پر حد نہیں۔

شاہی مذہب

کل شئی صنعہ الامام الذی لیس فوقہ امام مما یجب

الحد کما لزنا والسرقۃ والشراب والقلد لا یواخذ بہ (ص ۱۵۱) حاکم اعلیٰ: تاکرے، چوری کرے شراب پیئے تہمت لگائے اس پر حد نہیں۔

سزا کو کا اہدم کرنے والی یہ سب رعایتیں خود ساختہ ہیں اسلام سے انہیں دور کا بھی تعلق نہیں۔

حد الشرب

گھوٹ گھوٹ پیتیاں

اذا سکر من البنج اختلفوا فی

وجوب الحدوا لصحیح اللہ لا یحد (ص ۱۶۰) صحیح بات یہ ہے کہ بھگ کانٹہ کرنے پر حد نہیں لگائی جائے گی۔

شراب

من شرب دردی الخمر لم یحد حتی

یسکر (۱۶۰) جو شخص تہہ میں بیٹھی ہوئی (تلمٹ) شراب پیئے اس پر بھی حد نہیں جب تک نشہ نہ ہو۔

کسچر

وان خلط الخمر بشئ من المانع مثل الماء واللبن

واللبن وغير ذلك وشرب ان كانت الخمر غالبه وشرب منها فطرة حذوان كانت مفلوبة لا يحل شربها ولا يحل عالم يسكر (ص ۱۶۰) اگر شراب کو پانی دودھ یا تیل وغیرہ مائعات (مثلاً لیمن سیون اپ) میں ملا کر پی لے تو بات یہ ہے اگر شراب غالب ہے تب تو اس سے ایک قطرہ پینے پر بھی حد لگائی جائے گی اور اگر مغلوب ہے تب بھی اسکا پینا جائز نہیں اور اگر پی لے تو جب تک نشہ نہ ہو اس پر حد نہیں لگائی جائے گی

كتاب السرقة

(چورگانڈ)

اقل النصاب في السرقة عشرة

دس درہم یا تین درہم

دواہم (ص ۱۷۰) چوری کا کم از کم نصاب دس درہم ہے۔ یعنی اس سے کم پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔
حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے نبی صلعم نے فرمایا لا تقطع يد السارق الا بریح دینار فصاعدا۔ (صحیحین) بریح دینار یعنی تین درہم سے کم میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

لو سرق نصاباً من منزلين مختلفين

ایک گھر سے مکمل چوری

فلا تقطع (ص ۱۷۲) اگر دو مختلف گھروں کو ملا کر چوری کا نصاب پورا ہوتا ہو تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

ولا بدان يخرجه مرفواحدة للو

تقسط وار چوری

اخرج بعضه ثم دخل واخرج باقيه لا يقطع (ص ۱۷۱) یہ بھی ضروری ہے کہ ایک پھیرے میں نصاب چوری کرے اگر پہلے کچھ نکالا پھر داخل ہوا اور باقی نکالا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

حفظ ما تقدم

لو كان فيهم صغير او مجنون او معتوه او ذورحم

محرم من المسروق منه لم يقطع احد (ص ۱۷۱) اگر چوروں میں کوئی بچہ یا دیوانہ یا ناقص العقل یا جس کی چوری کی گئی ہے اس کا رشتہ دار شامل ہو تو سب قطع ید سے بچ جائیں گے۔

مقدس چوری

لا قطع فی سرقة المصحف وان كان عليه حلية تساوی

الف درهم (ص ۱۷۷) قرآن مجید کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگرچہ اس کے ساتھ ہزار درہم کے برابر زیور لگا ہو۔

لابیریری

وكذا لا قطع فی كتب الفقه والنحو واللغة والشعر

(ص ۱۷۷) اسی طرح فقہ، نحو، لغت اور شعر کی کتابوں کی چوری پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مقروض کی چوری

من كان له على غريمه عشرة دراهم فسرق

من بيته مثلها ان كان دينه حالا ام يقطع وان كان مو جلا فالتقيا س ان يقطع وفي الاستحسان لا يقطع ولا فرق بين ان يكون الذي اخذه بقدر ماله او اكثر او اقل (ص ۱۷۷) جس نے کسی سے دس درہم لینے ہوں اس کے گھر سے اتنی ہی چوری کر لے۔ اگر تو قرض فی الحال واجب الادا تھا تب تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر میعاد باقی تھی تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ہاتھ کاٹ دیا جائے لیکن از روئے استحسان نہیں کاٹا جائے۔ نیز اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اس نے جو چوری کی ہے وہ اس کے قرض کے برابر ہے یا اس سے زیادہ یا اس سے کم۔

پکی پکائی دیگ

ولو سرق اثناء فضة قيمته مائة وفيه بيهد او طعام

لا يبقی اولهن لا يقطع وانما ينظر ما فی الاناء (ص ۱۷۷) اور اگر کوئی چاندی کا برتن چرائے جس کی قیمت ایک سو (درہم) ہو اس میں نیبڑ ہو یا ایسا کھانا جو دیر تک نہ رہ سکتا ہو یا دودھ ہو تو ہاتھ

نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ جو برتن کے بیچ میں ہے اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔

اغوا

ولا قطع علی سارق الصبی وان کان علیہ حلیتہ (ص ۱۷۷) بچے کو

چرانے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا خواہ اس نے زیور بھی کیوں نہ پہن رکھا ہو۔

بالاجماع

اما اذا كان (الصبي) يتكلم ويمشي فلا قطع علی سارقہ

بالاجماع وان كان علیہ حلیتہ كثيرة (ص ۱۷۸) بچہ اگر بولتا اور چلتا ہو تو پھر بالاجماع اسے قطع
یہ کی سزا نہیں دی جائے گی چاہے اس نے کثیر زیور پہن رکھا ہو۔

عقلمندی

اذا سرق خابية من خمر والظرف يساوي عشرة فلا

قطع (ص ۱۷۸) شراب سمیت برتن چرانے جس کی قیمت دس درہم ہو تو قطع یہ نہیں۔

حماقت

اذا شرب الخمر في الحرز لم اخرج الظرف مما يقطع

فی سرفقہ قطع (ص ۱۷۸) لیکن اگر شراب اندر پی کر برتن باہر نکالے اور برتن کی قیمت نصاب کو پہنچتی
ہے تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

خیمے کی چوری

ولو سرق فسطا طان كان منصو بالا يقطع وان كان

ملفوفًا يقطع (ص ۱۷۸) خیمہ چڑایا وہ اگر نصب تھا تو قطع یہ نہیں اور اگر تہہ کر کے رکھا ہوا تھا تو قطع یہ
ہے۔

کفن چور

لا قطع علی خائن ولا خائنة ولا منتهب ولا منجلس

ولا قطع علی النباش (ص ۱۷۸) خائن مرد خائن عورت ڈاکو اچھے اور کفن چور پر حد نہیں۔

کانوائے

ولو سرق الابل من الطريق مع حملها لا يقطع سواء كان

صاحبها عليها اولان هذا المال غير محرز وكذا لو سرق الجوالق بعينها لم يقطع ولو سرق الجوالق فاخرج ما فيها ان كان صاحبها هناك لقطع والا فلا (ص ۱۷۹) راستے سے اونٹ مع بوجھ کے چرایا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مالک اس پر موجود ہو یا نہ ہو اس لیے کہ یہ مال غیر محفوظ ہے اسی طرح اگر سالم بوریاں چرائے تب بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا لیکن اگر بوریاں پھاڑ کر ان میں سے مال نکال لے تو اگر مالک ساتھ موجود ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں۔

انجن ہضم

اذا سرق من القطار بعيرا لا يقطع (ص ۱۸۰) قطار سے

اونٹ چرا کر لے جائے تو قطع ید نہیں۔

رنگے ہاتھوں

ولو اخذ السارق في الحوز قبل ان يخرج و قد حملة

او لم يحملة فلا يقطع (ص ۱۸۰) ابھی سامان باہر نہیں نکالا تھا کہ چور پکڑا گیا۔ اس نے سامان اٹھا رکھا تھا یا نہیں اٹھایا ہوا تھا۔ دونوں صورتوں میں قطع ید نہیں۔

کیسے کیسے طریقے

ولو رمى السارق صاحب له خارج الحوز

فاخذ المرمى اليه لا يقطع على واحد منهما (ص ۱۸۰) چور باہر کھڑے اپنے ساتھی کی طرف مال پھینکتا چلا جائے اور وہ پکڑا جائے تو دونوں پر قطع ید نہیں۔

فقہیانہ

ولو فاول صاحبه من وراء الجدار ولم يخرج

هو به قال ابو حنيفة لا يقطع على واحد منهما (ص ۱۸۰) چور دیوار کے باہر کھڑے ساتھی کو مال پکڑائے اور خود مال اٹھا کر باہر نہ نکلے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دونوں پر قطع ید نہیں۔

ہاتھوں ہاتھ

ولو كان الخارج ادخل يده فاخذها عن الداخل فلا قطع

علی واحد منهما فی قول ابی حنیفہ (۱۸۰) اگر باہر والا چور ہاتھ داخل کر کے اندر والے چور سے مال پکڑے تو امام صاحب کے نزدیک دونوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

رہنما اصول

ولو وضع الداخل المال عند النقب ثم خرج واخذه

...الصحيح انه لا يقطع (ص ۱۸۰) اگر چور نے اندر داخل ہو کر مال نقب کے پاس رکھ دیا پھر باہر نکل کر وہاں سے اٹھالیا تو صحیح بات یہ ہے کہ اس کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

پانی کی طاقت سے

ولو كان في الدار نهر جار فومي المتاع في

النهر ثم خرج واخذه ان خرج بقوة الماء لا يقطع (۱۸۰) گھر میں نہر تھی مال چرا کر اس میں پھینک دیا باہر آ کر پکڑ لیا اگر مال پانی کی طاقت سے باہر آئے تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

گدھے کے ذریعے

سارق دخل مع حمار منزلا فجمع الثياب

وحملها ثم خرج من المنزل وذهب الى منزله فخرج الحمار بعد ذلك وجاء الى منزله لم يقطع (ص ۱۸۰) چور گدھا لے کر ایک گھر میں داخل ہوا۔ کپڑے اکٹھے کیے اور انہیں گدھے پر لاد دیا پھر اس گھر سے نکل کر اپنے گھر کو چلا گیا۔ اس کے بعد گدھا بھی اس کے گھر میں پہنچ گیا تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

کبوتر کے ذریعے

وكذا لو علق على طائر شياء وترك في

المنزل بعد ذلك فاخذ منه (ص ۱۸۰) اسی طرح اگر پرندے کے ساتھ کوئی شے باندھ دے اور اسے گھر میں چھوڑ دے تو اس سے وصول کر لے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

نقب لگا کر

وان نقب البیت وادخل یدہ فاخلسیاء لم

يقطع (۱۸۰) گھر میں سوراخ کیا اور باہر کھڑے کھڑے ہاتھ اندر داخل کر کے کچھ نکال لیا تو قطع نہیں

وروازه کھلاتھا

ولو كان باب الدار مفتوحا فدخل نهارا

وسرق لا يقطع (۱۸۱) گھر کا دروازہ کھلاتھا۔ دن کے وقت داخل ہوا اور چوری کی، ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

ولو دخل اللص دار انسان ما بين العشاء والعمه والناس يلهون ويحيون فهو بمنزلة النهار (۱۸۱) چور عشاء کے قریب کسی کے گھر میں داخل ہوا جب کہ لوگ ابھی آ جا رہے ہوں تو وہ بمنزلہ دن کے ہے یعنی تب بھی چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

شادی

اذا سرق من اجنبية او سرق من اجنبى ثم تزوجها قبل

المراعاة الى الامام ثم ترفع الامر الى الامام واقر السارق فالقاضي لا يقطع وان تزوجها بعد القضاء لم يقطع عند ابى حنيفة و محمد (ص ۱۸۲) مرد نے عورت کی یا عورت نے مرد کی چوری کی۔ معاملہ عدالت میں جانے سے پہلے مرد نے اس سے نکاح کر لیا اور چور نے چوری کا اقرار بھی کر لیا جب بھی قاضی اس کا ہاتھ نہیں کاٹے گا اور اگر عدالتی فیصلے کے بعد اس سے نکاح کیا تو بھی وہ قطع ید سے سزا نہیں پائے گا۔

گھر کا بھیدی

ولا يقطع على الضيف اذا سرق من اضافه ولا

قطع على خادم القوم اذا سرق متاعهم ولا على اجير سرق من موضع اذن له لى دخول (ص ۱۸۲) مہمان میزبان کی چوری کر لے لوگوں کا خادم (نوکر) ان کا سامان چرائے اور مزدور کو جس جگہ داخل ہونے کی اجازت ہے وہاں سے چوری کر لے تو قطع نہیں۔

نگل کر

ولا بد ان يخرج ظاهرا حتى لو ابتلع ديناراً

فی الحرز وخرج لا يقطع (ص ۱۷۱) ضروری ہے کہ چور مال کو ظاہر طور پر نکالے۔ اگر جائے حفاظت سے دینار نگل کر باہر آجائے تو قطع ید نہیں۔

مک مکا

ومن سرق سرقة وردها على المالك قبل الارتفاع الى

المحاكم لم يقطع (۱۸۳) چوری کی اور معاملہ عدالت میں پہنچنے سے پہلے مالک کو واپس کر دی تو قطع ید نہیں۔

غائب

ولو سرق من رجلين، لم يقطع بغية احد هما

(ص ۱۸۳) دو آدمیوں نے چوری کی۔ ہاتھ کاٹنے کے وقت اگر ان میں سے ایک بھی غائب ہو (یا اسے غائب کر دیا جائے؟) تو قطع ید نہیں۔

فرار

وإذا حكم عليه بالقطع بشهود في السرقة ثم انفلت

اولم يكن حكم عليه حتى انفلت فاعخذ بعد زمان لم يقطع (ص ۱۸۳) گواہوں کی بنا پر قطع ید کا فیصلہ ہونے سے پہلے یا بعد میں چور بھاگ جائے اور کچھ مدت بعد پکڑا جائے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا،

تعاقب بھی نہیں

السارق اذا صاح به رب المال فهرب لا يحل

لصاحب المال ان يتبعه ويضربه بالسلاح (ص ۱۷۵) چور کو دیکھ کر مالک نے شور مچا دیا اور چور بھاگ نکلا۔ مالک کو جائز نہیں کہ اس کا پیچھا کرے اور اس پر کوئی ہتھیار استعمال کرے۔

انتظار

الا اذا ذهب بماله فحينئذ يحل له ان يتبعه او يضربه

بالسلاح (۱۷۵) ہاں جب اس کا مال لے جائے تو پھر تعاقب یا ہتھیار کے ساتھ اسے مارنا جائز ہے۔

مزار

ولو سرق من القبر دراهم او دنانیر او شفاء غیر الكفن

لم یقطع بالا جماع --- اختلف مشائخنا فیما اذا كان القبر فی بیت مقفل والاصح انه لا یقطع سواء بنش الكفن او سرق مالا آخر من ذلك البیت (ص ۱۷۸) قبر سے کفن کے علاوہ روپے پیسے یا کوئی شے چرائے بالا جماع ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ قبر اگر مقفل مکان میں ہو تو پھر ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ برابر ہے کہ کفن چرائے یا اس مکان سے کوئی اور مال چرائے۔

مانہہ نروئے

و کذا اذا كانت رجله الیمنی شلاء و کذلک

ان كانت ابها مة اليسری مقطوعة او شلاء او الا صبعان منها سوى الابهام (ص ۱۸۳) اگر چور کا دایاں پاؤں بے کار ہو یا اس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا یا دو انگلیاں بے کار یا کئی ہوئی ہوں تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا،

آخر تک بچانے کی کوشش

اذا قضی علی رجل بالقطع فی سرقه

فوبها له المالك وسلمها اليه او باعها منه لا یقطع (ص ۱۸۳) چوری کے سلسلہ میں قطع یہاں کا فیصلہ ہو جائے تو مالک چور کو مال ہیہہ یا فروخت کر دے تو قطع نہیں

صفوان بن امیہ سے روایت ہے فتاویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت

یار رسول اللہ ان ہذا سرق خمیصۃ لی لرجل معہ فامر بقطعہ فقال یارسول اللہ انی قد وبتہا لہ قال فہلا قبل ان تاتینی بہ (مسند احمد ج ۳ ص ۴۰) میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور ایک آدمی کے متعلق جو میرے ساتھ تھا عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری چادر چرائی ہے تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا میں نے کہا یا رسول اللہ وہ چادر میں نے اسے ہیہہ کر دی۔ فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے تو نے ایسا کیوں نہ کیا؟

ان سرق شاة فلد بحها ثم اخر جها لم يقطع (ص ۱۸۵)

قصاب

چور بکری کو ذبح کر کے کالے تو قطع نہیں۔

کچھ ہدایات ہدایہ

ولا یحزب باب المسجد ما فیہ حتیٰ

خانہ خدا میں چوریاں

لا یجب القطع بسرلہ متاعہ (ہدایہ کتاب اسرقة ص ۵۱۳) مسجد کے دروازے سے مسجد کی چیزیں محفوظ نہیں ہوتیں۔ لہذا مسجد کی چوری پر ہاتھ کاٹنا واجب نہیں ہوگا۔

ولا یقطع السارق من بیت المال لانه مال العامة وهو منهم ولا

پارٹنر

من مال للسارق فیہ سرقة (ص ۵۱۵) سرکاری خزانے کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لیے کہ وہ عوام کا مال ہے اور چور بھی عوام میں سے ایک ہے اور اس مال کی چوری سے بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جس میں چور کی شرکت ہو۔

ولا قطع علی من سرق مالا من حمام او من بیت اذن

کھلی چھٹی

للناس فی دخولہ --- وید خل فی ذلک خو انیت التجارة والنخانات الا اذا سرق منها لیل (ص ۵۱۸) جو شخص حمام سے یا ایسے مکان سے چوری کرے جہاں لوگوں کو داخل کی اجازت ہوتی ہے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس میں کاروباری دوکانیں اور ہوٹل شامل ہیں۔ ہاں اگر رات کو چوری کرے تو (کاٹا جائے گا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطع ید رجل

سرق ترسا من صفة النساء ثلثة دراهم (ابو داؤد) ایک شخص نے عورتوں کے صف سے

ایک ڈھال چرائی جس کی قیمت تین درہم تھی نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

جیب تراشی

وان طرمرة خارجة من الكم لم يقطع وان ادخل يده في

الكم يقطع (۵۱۹) اگر بیرونی جیب پھاڑ کر پیسے نکالے تو قطع ید نہیں۔ اگر ہاتھ اندر داخل کرے تو قطع ید کی سزا ہے۔

جھوٹا دعویٰ

واذا ادعى السارق ان العين المسروقة ملكه سقط عنه

القطع عنه وان لم يقم بینه معناه بعد ما شهد الشاهد ان بالسرقه (۵۲۳) چور یہ دعویٰ کر دے کہ یہ تو میرا اپنا ہی مال تھا اس سے بھی قطع ید کی سزا ساقط ہو جائے گی۔ اگر چہ وہ اس پر کوئی دلیل قائم نہ کر سکے۔ مطلب یہ ہے چوری کے متعلق دو گواہوں کے گواہی کے بعد وہ ایسا کہے۔

چور اور فقہ

اگر اجازت ہو تو آخر میں ایک بات میں بھی عرض کر دوں کہ جو چور

فقہ حنفی پڑھا ہوا ہو اس کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ اس نے چوری ایسے طریقے سے کرنی ہے کہ قانون کی گرفت میں نہ آسکے۔

کتاب المفقود

فتاویٰ عالمگیری ج ۲

توے سال

لا یفرق بینه وبين امراته وحکم بموتہ بمصنی

تسمین سنة وعلیه الفعویٰ ---- واذ حکم بموتہ اعتدت امرأة عدة الوفاة من ذلك الوقت --- فان عاذزوجها بعد مضي المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبيل له عليها (ص ۳۰۰) مفقود البعیر (گمشدہ) خاوند کی بیوی کو اس سے جدا نہیں کیا جائے گا اور نوے برس گزرنے

کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے گا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ اس فیصلے کے بعد عورت چار مہینے دس دن عدت گزارے گی۔ اس کے بعد اگر اس کا خاندان لوٹ آئے تو وہ اس کا حق دار ہے اور اگر اس عورت نے (خیر سے) شادی رچالی ہو تو پھر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

کتاب البيوع

فتاویٰ عالمگیری ج ۳

یہ لاؤڈ اسپیکر اور یہ بے وقت کی راگنیاں
اشتری دیکا
لیصبح فی غیر الوقت له ان یرده (باب ۸ فصل ۲ ص ۷۲) مرغ خریداجو بے وقت بانگیں
دیتا ہے۔ خریدار کو واپسی کا اختیار ہے۔

لواطت پر حد نہیں
اذا اشتری حمارا فنزاعلیه حمر ----- ان کان
مقهورا فهو لیس بعیب وان سلم نفسه لذلك فهو عیب (ص ۷۲) گدھا خریدا۔ اس پر
گدھے کو دتے ہیں تو بات یہ ہے اگر وہ مجبور ہے تو عیب نہیں اور اگر راضی ہے تو عیب ہے۔

حنفیت۔
من اشتری ناقة مصراة وهی التی شد البائع
ضرعها حتی اجتمع اللبن فصار ضرعها كالصراة وهی الحوض فلیس له ان یردها
والتصریه لیست بعیب عندنا. (ص ۷۲) جس نے دودھ روکی ہوئی اونٹنی کو خریدا۔ اس کی صورت
یہ ہے کہ بائع اونٹنی کے تھن کو باندھ دے تاکہ اس میں دودھ جمع ہو جائے اور اس کا تھن صراة یعنی حوض کی
طرح ہو جائے۔ تو مشتری کو لوٹانے کا اختیار نہیں کیونکہ جانور میں دودھ روکنا (تاکہ وہ گائیک کو زیادہ
دودھ مل محسوس ہو) ہمارے نزدیک عیب نہیں ہے۔

بروایت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے مروی ہے لا تصروا الغنم ومن ابتاعها فهو بخیر النظرین بعد

ان یحبہا ان رضیہا امسکھا وان سخطھا ردھا وصا عا من تمر (بخاری ص ۲۸۸)
 بکریوں میں دودھ جمع نہ کیا کرو اور جو ایسی بکری خرید لے تو اسے دوہنے کے بعد خریدار کو دونوں طرح
 اختیار ہے۔ خوش ہو تو رکھ لے ناخوش ہو تو واپس کر دے اور ایک صاع گھوڑیں دے دے

جعلی سرٹیفکیٹ

و كذلك لو سود انامل عبده واجلسه علی

المعرض حتی ظنه المشتري کتابا او البسه ثياب الخبازین حتی ظنه خبازا فلیس له
 ان یرده (ص ۷۳) اسی طرح بائع اپنے غلام کے پوروں پر سیاہی مل دے اور اے سیٹ پر بٹھا دے
 تاکہ خریدار اسے پڑھا لکھا خیال کرے یا اسے تانبائیوں والے کپڑے پہنا دے تاکہ خریدار اسے تانبائی
 خیال کرے تو خریدار کو واپسی کا اختیار نہیں۔

حدیث نبویؐ ہے من غش فلیس منی (عن جابر . مسلم) جو فریب دے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

تقویٰ

ولو وکل المسلم ذمیا بیع الخمر او شرابه جاز فی قول ابی

حنیفۃ (بیع المحرمات باب ۹ فصل ۵ ص ۱۱۵) مسلمان غیر مسلم شہری کی معرفت شراب کا
 کاروبار کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

یہاں کتے کا گوشت بکتا ہے

اذا ذبح کلبه وباع لحمه

جاز (ص ۱۱۵) کتا ذبح کر کے اس کا گوشت بیچے تو جائز ہے۔

لوٹری کے دودھ کی دکان

وعن ابی یوسف یجوز بیع

لبن الامه هو المختار (۱۱۶) امام ابو یوسفؒ کے نزدیک لوٹری کا دودھ بیچنا جائز ہے۔ یہی فتویٰ
 پسندیدہ ہے۔

سامان لہو و لعب کی بیع

ویجوز بیع البریط و الطبل و المزمار

والدفع والنرد واشباه ذلك في قول أبي حنيفة (ص ۱۱۶) سارگی ڈھول بنری، دف،
چمرو وغیرہ کی بیع امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق جائز ہے۔

ومن الناس من يشتري فهو الحديث ليضل عن سبيل الله بهير علم ويتخذها هزوا
اولئك لهم عذاب مهين .

سودا گران شراب

قال ابو حنيفة يسجوز بيع الاشربة

المحرمة كلها الا الخمر وعلى مستهلكها الضمان (ص ۱۱۶) امام صاحب نے فرمایا
سوائے خمر کے تمام حرام شرابوں کی بیع جائز ہے اور انہیں ضائع کرنے والے پر تاوان ہے۔

تعاون

ولا بأس ببيع العصير ممن يتخذها

خمرا ولا يبيع الارض ممن يتخذها كنيسة (ص ۱۱۶) شراب سازے ہاتھ شیرہ اور
جو کر جانا چاہے اس کے ہاتھ زمین فروخت کرنا جائز ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم
والعدوان۔

ناجائز جائز

واذا تبایعا بیعاً لاسد فی دار الحرب فهو جائز

وهذا عند ابي حنيفة و محمد (فصل ۶ ص ۱۲۱) امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک
دارالحرب میں ناجائز کاروبار جائز ہے۔

کتاب ادب القاضی

مقلد اور مفتی

اجمع الفقهاء علی ان المفتی یجب ان یکون من اهل

الاجتهاد (باب ۱ ص ۳۰۸) فقہاء کا اجماع ہے کہ مفتی کا مجتہد ہونا واجب ہے۔

اقوال

وان لم یکن عن اهل الاجتهاد لا یحل له ان یفتی الا

بطریق الحکایة فیحکی ما یحفظ من اقوال الفقہاء (ص ۳۰۹) اگر مجتہد نہیں تو اس کیلئے فتویٰ دینا حلال نہیں مگر بطور حکایت۔ فقہاء کے جو اقوال اسے آتے ہوں بیان کر دے۔

یعنی وہ براہ راست قرآن و سنت سے فتویٰ دینے کا مجاز نہیں

کیا مطلب

والفاسق یصلح مفتیا (ص ۳۰۹) فاسق بھی مفتی ہو

سکتا ہے خلا کوئی پرائیوٹ قسم کا مفتی؟

اتخذوا احبارہم

ثم الفتوی مطلقا بقول الامام ثم بقول ابی

یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر ثم بقول الحسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ (ص ۳۱۰) اولاً فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ہوگا پھر ابو یوسف پھر محمد پھر زفر اور پھر حسن کے قول کے مطابق

ذالیاں

وللمفتی والامام قبول الہدیة واجابة الدعوة

الخاصة (ص ۳۱۰) مفتی اور حاکم تحائف اور خصوصی دعوتیں قبول فرما سکتے ہیں۔

کتاب الاکراہ

فتاویٰ عالمگیری ج ۵

ولو اکره علی طلاق او عتاق فاعتق او طلق

جبری طلاق

وقع العتق والطلاق (باب ۲ ص ۴۲) زبردستی کی طلاق اور آزادی نافذ ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: لا طلاق ولا عتاق فی اغلاق (ابو داؤد۔
ابن ماجہ) زبردستی کی نہ طلاق مستحب ہے اور نہ آزادی

جبری نکاح

ولو ان المرأة هي التي اكرهت حتى يتزوجها

الرجل على الف درهم ومهر مثلها عشرة آلاف درهم فزوجها اولياءها مكرهين
فالنكاح جائز (ص ۳۵) ہزار درہم مہر پر عورت کو ایک مرد سے نکاح پر مجبور کیا جائے جب کہ اس کا مہر
مثل دس ہزار درہم ہے۔ اولیاء مجبور ہو کر اس کا نکاح کر دیں تو یہ نکاح جائز ہے۔

خسائے بنت خدام سے روایت ہے ان ابہا زوجہا وہی ٹیب فکرت ذلک
فانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرد نکاحا (بخاری ص ۷۷) کہ میں بیوہ تھی۔
میرے باپ نے ایک جگہ میرا نکاح کر دیا جو مجھے پسند نہیں تھا میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو
آپ نے اس نکاح کو مسترد فرمادیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے ان جاریۃ بکرا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فذکرت ان ابہا زوجہا وہی کارہۃ لغيرہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ابو داؤد)
ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی
کر دی ہے جو اسے پسند نہیں تو آپ نے اسے اختیار دے دیا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا عورت باکرہ ہو یا ثیبہ اس کی اجازت کے بغیر ولی بھی اس کے نکاح کا مجاز نہیں۔
لیکن جب عورت بھی مجبور ہو اور ولی بھی مجبور ہو تو پھر نہ جانے یہ نکاح کیسے صحیح ہو جائے گا۔

جبری ظہار

وکلوا کرہہ علی ان یظاہر من امرأۃ کان مظاهرا ولا

یقرہا حتی یکفر وکلوا الرجعة (ص ۳۶) اگر کوئی اسے اپنی عورت سے ظہار کرنے پر مجبور کر دے
تو وہ ظہار کرنے والا ہو جائے گا۔ اور بغیر کفارہ کے اس کے قریب نہیں جاسکے گا۔ اسی طرح رجوع کا معاملہ

کتاب الغصب

قرض معاف کرانے کا بہترین حیلہ

رجل له علی

رجل دین لہ لہ ان المليون قد مات فقال جعلته فی حل او قال وبعه ثم ظهرا نه حی
لیس للمطالب ان یاخذ لانه وبعه منه من غیر شرط (باب ۱۴ ص ۱۵) اطلاع ملی کہ
مقروض فوت ہو گیا ہے تو کہہ دے میں نے اسے قرضہ معاف کیا یا بخش دیا پھر معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے۔
اب اسے طلب کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اس نے غیر مشروط طور پر معاف کیا تھا۔
جو لوگ موت کا جعلی سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں اس قول سے اس کی افادیت اور جائز
حیثیت معلوم ہوگی۔

کتاب الذبائح

سبحان اللہ

التسمية حالة الزكاة عندنا ای اسم کان

(باب ۱ ص ۲۸۵) اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے ذبح کرنا جائز ہے۔

وإذ كانت التسمية بالعربية أو بالفارسية وإی

بھگوان

لسان کان لا یحسن العربية أو یحسنها (ص ۲۸۵) عربی، فارسی اور دنیا کی ہر زبان میں جائز
ہے عربی بول سکتا ہو یا نہ بول سکتا ہو۔

وان ذبح شاة أو بقرة فخرج منها دم ولم

نیم مردہ

تصحرک وخروجه مثل ما ینخرج من الحی اكلت عند ابی حنیفة و به ناخذ (ص ۲۸۶)

کبریٰ لایا گئے ذبح کی خون نکلا لیکن جانور میں حرکت نہ پیدا ہوئی خون زندہ جانور کی طرح نکلا وہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کھانا جائز ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔

اگر کارپوریشن کے ڈاکٹر صاحب مہر لگانے میں پس و پیش کریں تو بے شک اس پر فتاویٰ عالمگیری کی مہر ثبت فرمائیں۔

بتوں کا چڑھاوا

مسلم ذبح شاة المبحوسى لبيت نارهم او

الکافر لا لہتمہم تو کل لانہ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم (ص ۲۸۶) مسلمان نے مجوسی کی بکری ان کے آٹھکدے کیلئے یا کافر کی بکری ان کے معبودوں کیلئے ذبح کی اسے کھانا مسلمان کیلئے جائز ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے۔ ویسے مکروہ ہے۔

پھر مسلمان بزرگوں کے مزاروں کا چڑھاوا تو بلا اولیٰ جائز اور حلال طیب ہوا۔ علمائے دیوبند سے درخواست ہے کہ وہ (وما اهل به لغیر اللہ) کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

کوا حلال

والمتوحش کالحمام والفاختة والمصاہیر

والقیح والکرمی والغراب الذی یا کل الحب والنزوع ونحوها حلال بالاجماع (باب ۲ ماہو کل من الحيوان (ص ۲۸۹) جنگلی کبوتر، فاختہ، چڑیاں، چکور، سارس اور وہ کوا جو دانے چگتا ہے وغیرہ بالا جماع حلال ہیں،

اونٹ مکروہ

ویکیرہ اکل لحوم الابل الجلالة وهی التی

الاغلب من اکلها النجاسة (ص ۲۸۹) جس اونٹ کی غالب خوراک گندگی ہو تو اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

کوا اور مرغی برابر

عن ابی یوسف قال سألت ابا حنیفة عن

العقق فقال لا باس فقلت انه یا کل النجاسات فقال انه یخلط النجاسة بشئی آخر ثم

یا کل فکان الاصل عنده ان ما یخا لظ کالد جاج لا باس وقال ابو یوسف یکره العقیق
 کما تکره الدجاجه (ص ۲۹۰) ابو یوسف کہتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہؒ سے کوئے کے بارے
 میں پوچھا تو فرمایا کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا یہ نجاست کھاتا ہے تو کہا وہ نجاست کو دوسری شے سے
 ملا کر کھاتا ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ جو مرغی کی طرح مخلوط غذا کھائے وہ حلال ہے۔ ابو یوسفؒ نے کہا۔ کوا
 بھی اسی طرح کر رہا ہے جیسے مرغی۔

بھڑ کے کیڑے

واکل دود الزبنور قبل ان ینفخ فیہ الحیاة لا

باس بہ (ص ۲۹۰) جان پڑنے سے پہلے بھڑ کے کیڑے کھانے جائز ہیں۔

چمگاوڑ

واما الخفاش فقد ذکر فی بعض المواضع انه یو کل

(ص ۲۹۰) بعض جگہ مذکور ہے کہ چمگاوڑ حلال ہے۔

الو

والبوم یو کل (ص ۲۹۰)۔ الو حلال ہے۔

خچر

اما البغل فعند ابی حنیفہ لحمہ مکروہ علی کل حال وعند ہما

کذلک ان کان الفرس نزا علی الاتان وان کان الحمار نزا علی الرمکة فقد قیل
 لا یکره (ص ۲۹۰) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر قسم کے خچر کا گوشت مکروہ ہے صاحبین کے نزدیک خچرا
 اگر گھوڑے اور گدھی کی اولاد ہو تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر گدھے اور گھوڑی کی اولاد ہو تو مکروہ نہیں۔

بالواسطہ

الجدی اذا کان یرسی بلبن الاتان والخنزیر اعترف

ایاما فلا باس لانه بمنزلة الجلالة (ص ۲۹۰) بکری کا بچہ جس نے گدھی یا خنزیر کا دودھ پی کر
 پرورش پائی ہو، چند دن چرے چکے تو اسے کھا لینے میں حرج نہیں وہ گندگی کھانے والی مرغی کی طرح ہے۔

کتے اور بکری کی مخلوط اولاد اور اس کا حل

شاة ولدت ولدا

بصورة الكلب لما شكل امره فان صاح مثل الكلب لا يوكل وان صاح مثل الشاة يوكل وان صاح مغلما يو وضع الماء بين يديه ان شرب باللسان لا يوكل لانه كلب وان شرب بالفم يوكل لانه شاة وان شرب بهما جميعا يوضع التبن واللحم قبله ان اكل التبن يوكل لانه شاة وان اكل اللحم لا يوكل وان اكلهما جميعا يذبح وان خرج الامعاء لا يوكل وان خرج الكرش يوكل (ص ۲۹۰) بکری نے بچہ جنا جس کی صورت کتے جیسی ہے۔ اس کا معاملہ مشکل ہو گیا اس کا حل یہ ہے کہ اگر وہ بھونکے تو نہ کھایا جائے اور اگر میائے تو کھایا جائے اگر دونوں قسم کی آدزیں نکالے تو اس کے آگے پانی رکھا جائے اگر وہ زبان کے ساتھ پیئے تو اسے نہ کھایا جائے کیونکہ وہ کتا ہے اور اگر منہ کے ساتھ پی لے تو کھایا جائے کیونکہ وہ بکری ہے اور اگر دونوں طرح پی لے تو اس کے سامنے گھاس اور گوشت رکھا جائے، اگر گھاس کھائے تو اسے کھالیا جائے، کیونکہ وہ بکری ہے اور اگر گوشت کھائے تو اسے نہ کھایا جائے کیونکہ وہ کتا ہے اور اگر دونوں کو کھالے تو اسے ذبح کیا جائے اگر اندر سے انتریاں نکلیں تو نہ کھایا جائے اور اگر اجڑی نکلے تو کھالیا جائے (ما شاء اللہ)

کپورے حرام

ما يحرم اكله من اجزاء الحيوان سبعة الدم

المسفوح والذکرو الانعیان والقہل والعدۃ والمثانۃ والمرارة (ص ۲۹۰) جانور کی اشیاء حرام ہیں بننے والا خون، ذکر، حبی، قیل، غدہ، مثانہ، پتہ۔

کتاب الاضحیۃ

شہر اور دیہات کے لیے الگ الگ شریعت

والوقت

المسحوب للتعزية في حق اهل السواد بعد طلوع الشمس وفي حق اهل المصر بعد الخطبة (باب ۲۹۵) دیکھی آبادی کے لیے قربانی کا مستحب وقت سورج نکلنے کے بعد اور اہل شہر کیلئے خطبہ کے بعد ہے۔ جناب بن عبداللہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: من كان ذبح قبل ان يصلی او نصلی فليذبح مكا نھا آخری (صحیحین) جس نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر دی وہ دوبارہ کرے۔ اس حدیث میں شہری اور دیہاتی کا کوئی امتیاز نہیں۔

سورج ڈھلے قربانی

اذا ترك الصلوة يوم النحر بعذر او بغير

عذر لا تجوز الاضحية حتى تنزل الشمس (ص ۲۹۵) نماز عید الاضحیٰ اگر کسی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ کے نہ پڑھے تو زوال شمس سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

نماز فجر سے بھی پہلے قربانی

ولو ان رجلا من اهل السواد دخل

المصر لصلوة الاضحية وامر اهله ان يضحوا عنه جاز ان يذبحوا عنه بعد طلوع الفجر (ص ۲۹۶) اگر ایک دیہاتی نماز عید الاضحیٰ کیلئے شہر میں آئے اور اپنے گھر والوں سے کہہ دے کہ وہ اس کی طرف سے قربانی کر دیں تو انہیں جائز ہے کہ وہ پوچھنے کے بعد ذبح کر دیں۔

کتاب الکراہیۃ

تصویر

اذا كانت الصورة على البساط مفروشا لا

يكره (باب ۳ ص ۳۱۵) بچھونے پر تصویر کا ہونا مکروہ نہیں۔

الحمد لله

لواكل شياء غضبه من انسان فقال الحمد لله.... لا باس

بہ (ص ۳۱۵) کسی سے کوئی شے چھین کر کھالی اور کہا الحمد لله۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

بلکہ میرا خیال ہے اگر ساتھ ایک بڑا سا ڈکار مار لے تو سونے پر سہا کہ ہے۔

دروود شریف

ولو سمع النبی ﷺ فانه یصلی علیہ فان سمع مرارا فی

مجلس واحد اختلفوا فیہ قال بعضهم لا یجب علیہ ان یصلی الامرة ----- وہ یفتی (۳۱۵) نبی علیہ السلام کا نام سن کر درود پڑھنا چاہیے۔ اگر ایک مجلس میں بار بار سنے تو پھر اختلاف ہے بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ ایک ہی بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

دوران تلاوت میں

ولو قرأ القرآن فمر علی اسم النبی صلی اللہ

علیہ وسلم واصحابہ فقراءة القرآن علی نظمہ وتالیفہ الفضل من الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلك الوقت فان فرغ ففعل فهو الفضل وان لم یفعل فلا شیء علیہ (۳۱۶) قرآن مجید پڑھتے ہوئے نبی علیہ السلام کا نام گرامی آجائے تو قرآن پاک کی نظم و ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے تلاوت کلام پاک کو جاری رکھنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے سے افضل ہے، بعد میں فارغ ہو کر اگر درود شریف پڑھ لے تو افضل ہے۔ نہ پڑھے تو کوئی حرج والی بات نہیں۔

ام الكتاب

والا فضل ان لا یفضل بعض القرآن علی بعض اصلا

(ص ۳۱۶) افضل یہ ہے بعض آیات قرآنی کو بعض پر کبھی فضیلت نہ دے۔

حضرت ابوسعید مطلق سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورہ فاتحہ کو اعظم سورہ فی القرآن

(قرآن کی عظیم سورہ) سچ مثنوی اور قرآن عظیم کے الفاظ سے یاد فرمایا (بخاری)

نبی ﷺ نے فرمایا قل هو اللہ احد يعدل لث القرآن (صحیحین) سورہ قل هو اللہ تہائی قرآن کے برابر ہے

نبی ﷺ نے فرمایا الم تر آیات النزلت البیلة لم یمرثلهن قط قل اعوذ برب

الفلق و قل اعوذ برب الناس . (عن عقبہ بن عامر مسلم) معوذتین بے نظیر سورتیں ہیں

جو آج رات نازل ہوئیں۔

اسی طرح آپؐ نے ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق اذا زلزلت کو نصف قرآن۔ قل هو الله کو ثلث قرآن اور قل یا ایہا الکافرون کو ربع قرآن قرار دیا۔

قل شریف کا ختم شریف
قراءة الکافرون الی الاخر مع

الجمع مکروهة لانہا بدعة لم تنقل عن الصحابة ولا عن التابعین رضی اللہ عنہم (ص ۳۱۷) قل یا ایہا الکافرون سے لے کر آخر سورۃ تک اجتماعی شکل میں پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے صحابہؓ اور تابعینؒ سے ثابت نہیں۔

مناقب بزرگان
بکروہ ان ینحتم القرآن فی یوم واحد ولا ینحتم

فی اقل من ثلاثة ايام تعظيما له (ص ۳۱۷) ایک دن میں قرآن ختم کرنا مکروہ ہے تعظیماً تین دن سے پہلے ختم نہیں کرنا چاہیے۔

ایصال ثواب کی محفلیں
وبکروہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملة

لتضمنها ترک الاستماع والا نصات الما موربہما (ص ۳۱۷) اجتماعی شکل میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس طرح سننے اور خاموش رہنے کے حکم پر عمل نہیں ہو سکتا۔

والذین آمنوا شد حباً للذین آمنوا
النظر فی کتب اصحابنا

من غیر سماع الفضل من قیام لیلة (ص ۳۱۸) ہمارے علماء کی کتابوں (مثلاً فتاویٰ عالمگیری وغیرہ) کو صرف دیکھ لینا ہی قیام اللیل سے افضل ہے۔

بحق نبی و فاطمہؑ
وبکروہ ان یقول فی دعائه بحق فلان وکذا

بحق انبیاء ک و اولیاء ک او بحق البیت او المشعر الحرام لانه لاحق للمخلوق علی

اللہ تعالیٰ (ص ۳۱۸) دعائیں کسی کا حق نہیں جتنا ناچاہیے بکن انبیاء بکن اولیاء بکن بیت اللہ یا بکن مشر الحرام کہنا مکروہ ہے اس لیے کہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں۔

ختم قرآن کے موقع پر دعا
الدعاء عند ختم القرآن فی شہر
رمضان مکروہ (ص ۳۱۸) ماہ رمضان میں ختم قرآن کے وقت دعا کرنا مکروہ ہے۔

باقی سب کچھ منقول ہے
یکسرہ الدعاء عند ختم القرآن
بجماعة لان هذا لم ينقل عن النبي صلى الله عليه وسلم (ص ۳۱۸) ختم قرآن پاک کے
وقت بل کر دعا کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ نبی علیہ السلام سے منقول نہیں۔

یہ منظوم دعائیں
ينبغي ان يدعو بما يحضره ولا
يستظهر الدعاء لان حفظ الدعاء يذهب بركة القلب (ص ۳۱۸) دعا بے ساختہ مانگنی چاہیے
، رٹے ہوئے کلمات نہیں دہرانے چاہئیں۔ کیونکہ اس طرح خشوع نہیں پیدا ہوتا۔

تفحیک
سئل ابراهيم عن تكبير ايام التشريق على
الاسواق والجهز بها قال ذلك تكبير الحوكة (ص ۳۱۹) ابراہیم سے ایام تشریق کی
تکبیروں کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا انہیں بازاروں میں بالجہر کہنا جائز ہے تو انہوں نے جواب دیا یہ تو
جولاء ہوں کا کام ہے، حالانکہ یہ ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے (بخاری)

نعرہ رسالت
رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مکروہ
(ص ۳۱۹) قرآن اور واعظ سن کر آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔

حق

وما يفعله اللعين يدهون الوجد والمحة لا اصل له

(ص ۳۱۹) وجد اور محبت کے نام سے لوگ جو حرکات کرتے ہیں ان کا کوئی اصل نہیں ہے۔

روضہ مبارک کی شبیہ

كسره بعض مشائخنا القويش على

المحراب وحائطه القبلة لان ذلك يشغل قلب المصلي (باب ۵ ص ۳۱۹) ہمارے بعض مشائخ نے محراب اور سامنے والی دیوار پر نقش و نگار کرنے کو مکروہ فرمایا ہے کیونکہ نمازی کا دل ادھر متوجہ ہو جاتا ہے۔

مساجد میں نقش و نگار

ان نقش الحيطان مكروه قل فلک او كثر

(ص ۳۱۹) دیواروں کو متش کرنا مکروہ ہے کم ہو یا زیادہ۔

اما نقش السقف فالقليل يرخص فيه والكثير مكروه. (ص ۳۱۹) چھت پر بیٹا

کاری معمولی ہو تو رخصت ہے زیادہ مکروہ ہے۔

یہ متقی لوگ

اذا غضب ارضا لبني فيها مسجدا او حماما او

خانوتا فلا بأس بالصلاة في المسجد والدخول في الحمام للاغتسال وفي الخناوت

للشراء (ص ۳۲۰) کسی کی سفید زمین (گھر نہیں چھین کر اس پر مسجد یا حمام یا دوکان تعمیر کرے تو مسجد

میں نماز پڑھنا حمام میں داخل ہو کر نہانا اور دوکان سے سودا خریدنا جائز ہے۔

مسجد یا پہاڑیوں کا کیمپ

اهل محلة لسموا المسجد وضرهوا

فيه حائطا ولكل منهم امام على حدة ومؤذنههم واحدا لا بأس به الاولي ان يكون لكل

طائفة مؤذن (ص ۳۲۰) اہل محلہ مسجد کو تقسیم کر لیں اور اس میں دیوار بنا کر حد بندی کر لیں اور پھر سب

کا علیحدہ علیحدہ امام ہو اور مؤذن سب کا ایک ہو تو یہ جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مؤذن بھی سب کا الگ الگ

مسجد میں گفتگو

الجلوس فی المسجد للحديث لا

یباح بالاتفاق ولی عزانۃ الفقہ ما یدل علی ان الکلام المباح من حدیث الدنیا فی المسجد حرام (ص ۳۲۱) مسجد میں باتوں کیلئے بیٹھنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ عزانۃ فقہ میں ہے کہ دنیا کی جائز باتیں بھی مسجد میں حرام ہیں۔

مسجد کی چھت

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ

(ص ۳۲۲) کسی بھی مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔

ان دو منزلہ اور سہ منزلہ مسجدوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ادب والے

إذا کتب اسم اللہ تعالیٰ علی کاغذ ووضع تحت ظنفسه

. یجلسون علیہا فقد قیل یکره و قیل لا یکره (۳۲۲) کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ کر بچھونے کے نیچے رکھ دے جس پر لوگ بیٹھتے ہوں تو کہا گیا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔

ٹشو پیپر

عن الامام انه کان یکره استعمال الکواغذ فی

ولیمۃ لیمسح بہا الاصابع وکان لیشدد فیہ ویزجر عنہ زجرا بیضا (ص ۳۲۲) دعوت ولیمہ میں انگلیاں صاف کرنے کیلئے کاغذ کے استعمال کو امام صاحب نے مکروہ جانا ہے۔ وہ اس معاملہ میں بہت سختی برتتے تھے اور اس سے ڈانٹتے تھے

مظلوم قرآن

رجل امسک المصحف فی بیتہ ولا یقرا قالوا ان نوی

بہ النخیر والہرکۃ لا یائم بل یرجمی لہ (ص ۳۲۲) پڑھنے کیلئے نہیں صرف خیر و برکت کی نیت سے گھر میں قرآن رکھ چھوڑا تو ثواب ہوگا۔ طاقتوں میں سجایا جاتا ہوں۔

تین گدھے

اذا حمل المصحف او شيئاً من كتب الشريعة على دابة

فی جو الق و ركب صاحب الجوالق علی الجوالق لا یکره (ص ۳۲۲) قرآن مجید یا دیگر اسلامی کتابوں کو پوریوں میں بھر کر جانور پر لادنا اور پوریوں کے اوپر سوار ہو گیا تو یہ جائز ہے۔

ورنہ نہیں

رجل وضع رجله علی المصحف ان كان علی

وجه الاستخفاف بکفر والافلا (ص ۳۲۲) آدمی نے اپنا پاؤں قرآن مجید کے اوپر رکھا۔ اگر بے ادبی کی نیت سے ہو تو کافر ہے ورنہ نہیں۔

پاکٹ سائز

بکره ان یصغر المصحف وان یکتبه بقلم

رفیق (ص ۳۲۳) قرآن مجید کا چھوٹا سائز تیار کرنا اور اسے باریک قلم سے لکھنا مکروہ ہے۔

صحابہؓ کو تو معاف کر دو

کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہما یقول الا ولی ان ینظر الی فرج امراته وقت الوقاع لیكون ابلغ فی تحصیل معنی اللذة (باب ۸ ص ۲۲۸) حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے مجامعت کے وقت اپنی بیوی کی شرمگاہ کو دیکھنا چاہیے تاکہ پوری لذت حاصل ہو۔

جس کا کام اسی کو ساجے

قال ابو یوسف سالت ابا حنیفة عن

رجل یمس فرج امراته وہی تمس فرجه لتعوک آلتہ هل تری بذلك باساقال لاوار جوان یعطی الاجر (ص ۳۲۸) ابو یوسف کہتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا اگر شہوت دلانے کیلئے میاں بیوی ایک دوسرے کی شرمگاہ کو ہاتھ لگائیں تو گناہ تو نہیں، فرمایا نہیں بلکہ امید ہے کہ ثواب ہوگا۔

صلائے عام ہے۔ یعنی ناف سے گھٹنے تک کے حصے کو مستحیٰ کر کے جس طرح انسان ماں، بہن، اور بیٹی وغیرہ کا سب کچھ دیکھ سکتا ہے اسی طرح غیر کی لونڈی کا بھی دیکھ سکتا ہے۔

ہاتھ لگا کر

وکل ما یباح النظر الیہ من اماء الغیر یباح مسہ

اذا امن الشہوة (ص ۳۲۹) مستحیٰ حصے کو چھوڑ کر بیگانی لونڈیوں کو نہ صرف دیکھنا بلکہ ان کی ساری چیزوں کو ہاتھ لگانا بھی جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔
یہ شرط کمال ”تقویٰ“ پر دلالت کرتی ہے۔

کنار

وعند بعض مشائخنا لیس له ان یعالجها فی الارکاب

والانزال والاصح انه لا بأس به (ص ۳۲۹) ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک اسے سواری پر چڑھانے اتارنے میں مدد دے۔ صحیح یہ ہے کہ کوئی حرج نہیں۔

نظر بازی

اما النظر الی الاجنبیات فنقول یجوز النظر

الی مواضع الزینة الظاهرة منهن وذلك الوجه والكف (۳۲۹) اجنبی عورتوں کے ظاہری مقامات زینت کو دیکھنا جائز ہے یعنی چہرے اور ہاتھ کو

پاؤں بھی

یجوز النظر الی قد مہا ایضا (ص ۳۲۹) پاؤں پر

نظر ڈالنا بھی جائز ہے۔

باہیں بھی

عن ابی یوسف انه یجوز النظر الی ذراعیہا

ایضا عند الغسل والطبخ (ص ۳۲۹) ابو یوسف سے روایت ہے کہ نہاتے اور پکاتے وقت انکے بازوؤں کو دیکھنا بھی جائز ہے

دانت بھی

كذلك يساح النظر الى ثنایها (ص ۳۲۹)

دانتوں کو دیکھنا بھی جائز ہے۔

پنڈلیاں بھی

كذلك يساح النظر الى ساقها (ص ۳۲۹) اسی

طرح آنکی پنڈلی کو دیکھنا بھی جائز ہے۔

مصافحہ بھی

ان كانت لا تشتھی لباس

بمصافحتها ومس يدها (ص ۳۲۹) اگر جوانی ڈھل چکی ہو تو ان سے مصافحہ میں کوئی حرج نہیں۔

معافقہ

لا لباس بان يعانق العجوز من وراء الثياب

(ص ۳۲۹) عمر رسیدہ عورت سے کپڑوں سمیت معافقہ جائز ہے۔

زلفیں

لا لباس بالنظر الى شعر الكافرة (ص ۳۲۹) غیر مسلم عورت

کے بال دیکھنا جائز ہیں۔

عمامہ شریف پر اصرار

ولا لباس بلبس القلاص وقد صح

انه صلى الله عليه وسلم كان يلبسها (باب ۹ ص ۳۳۰) ٹوپی پہننا جائز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا پہننا ثابت ہے۔

ریشمی چادر

ليس القعود الحرير والدياج كاللبس في الكراهة

(ص ۳۳۱) خالص ریشم پہننا مکروہ ہے اس پر بیٹھنا مکروہ نہیں۔

ریشمی لباس

قال محمد لا باس بالخز اذا لم يكن فيه شهرة والا فلا

خبر فيه (ص ۳۳۱) ریشم کا استعمال شہرت کیلئے نہ ہو تو حرج نہیں۔ شہرت کیلئے پہننے میں خیر نہیں۔

ریشمی پردے

ولا باس لبستر الحرير وتعليقه على الباب

(ص ۳۳۱) دروازے پر ریشمی پردہ لگانا جائز ہے۔

ریشمی تکیہ، ریشمی بستر

ہدایہ میں لکھا ہے ولا باس بتو سدہ

والنوم عليه عند ابی حنیفہ (ج ۲ کتاب الکراہیۃ ص ۳۸۷) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ریشمی تکیے سے ٹیک لگانا اور ریشمی بستر پر سونا جائز ہے۔

یہ قبائیں

تقصیرا لثياب سنة واسبال الازار والقميص

بدعہ (ص ۳۳۳) لباس میں اختصار سنت ہے۔ تہ بند اور قمیض میں لمبائی بدعت ہے۔

جھوٹ بولنا جائز

رجل قال لاخر کم اكلت من تمرى فقال

خمسة وهو قد اكل العشرة لا يكون كاذبا وكذا لو قال بحكم اشتریت هذا الثوب فقال بخمسة وهو قد اشترى عشرة لا يكون كاذبا (باب نمبر ۱۱ ص ۳۳۹) کوئی پوچھے تو نے میری کتنی کجوریں کھائیں تو جواب دے پانچ حالانکہ اس نے دس کھائی ہوں تو وہ جھوٹا تصور نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی پوچھے تو نے یہ کپڑا کتنے میں خریدا ہے وہ کہے پانچ حالانکہ اس نے دس کا خریدا ہو تو جھوٹا نہیں ہوگا۔

مردار کا دودھ

البیضة اذا خرجت من دجاجة ميتة

اكلت وكذا اللبن الخارج من ضرع الشاة الميتة (ص ۳۳۹) مردہ مرغی کا انڈا اور مردہ بکری

کا درد کھانا پینا حلال ہے۔

کیڑے

اکل دو دال القز قبل ان ینفخ فیہ الروح

لا باس بہ (ص ۳۳۹) جان پڑنے سے پہلے ریشم کے کیڑوں کو کھانا جائز ہے۔

اکل دو دال الزنبور قبل ان ینفخ فیہ الروح لا باس بہ (ص ۳۳۹) بجز (بھوٹ) کے کیڑے جان پڑنے سے پہلے کھانے حلال ہیں۔

ہوٹل اور بیکری والوں کی موج

بجوز اکل مرقۃ یقع فیہا عرق

الادمی اونخامہ اودمعہ (۳۳۹) شوربے میں آدی کا پسینہ، بلغم یا آنسو گر پڑیں تو اسے کھانا جائز ہے۔

حکمہ آب کاری توجہ فرمائے

و کذا الماء اذا غلب و صاو

مستقلدا طبعاً (ص ۳۳۹) اسی طرح پانی کا معاملہ ہے جب اس کا پانی ہونا غالب ہو اور طبعاً اس سے نفرت ہوتی ہو یعنی اس میں بلغم وغیرہ تیر رہی ہو تو اسکے پینے میں کوئی حرج نہیں۔

گرو

امراة تطبخ القدر فدخل زوجها بقدر من الخمر فصب

فی القدر فصبت المرأة فی القدر خلاحتی صارت المرقۃ فی الحموضة کالخل لا باس بہ (ص ۳۳۹) عورت ہنڈیا پکاتی تھی۔ اس کا خاندن شراب کا پیالہ لئے داخل ہوا اور شراب ہنڈیا میں اٹھیل دی۔ عورت نے ہنڈیا میں سرکہ ڈال دیا۔ شور بہ تڑی میں سرکہ کی مانند ہو گیا تو وہ حلال ہے

(جزاکم اللہ)

خاک شفا

الطين الذى يحمل من مكة وليسمى طين

حمزہ هل الكراهية فيه كالكرامية فى اكل الطين على ما جاء فى الحديث قال الكراهية فى الجميع متحدة (ص ۳۴۰) شمس الائمة حلوتی سے سوال ہوا، مٹی جو مکہ سے لائی جاتی

ہے جسے لوگ حمزہ کی مٹی بولتے ہیں کیا وہ بھی حدیث کے مطابق عام مٹیوں کی طرح کھائی مکروہ ہے تو فرمایا کراہت سب میں یکساں ہے۔

کرسیوں کا کراہیہ
لاباس بالشرب فاتما (ص ۳۴۱) کھڑے ہو کر پانی وغیرہ پینے میں کوئی حرج نہیں۔

فتقہ شریف
قطرة من خمر وقعت فی دن الخل لا یحل

شربہ الا بعد ساعة ولو صب کوز من خمر فی دن الخل ولا یوجد له طعم ولا راحة یحل شربہ فی الحال (ص ۳۴۱) شراب کا قطرہ سر کے کے مرتبان میں جا پڑا تو اسے فوراً نہیں بلکہ ایک ساعت ٹھکر پینا چاہیے۔ اور اگر شراب کا پورا جگ سر کے کے مرتبان میں بہا دیا جائے تو اگر اس کا ذائقہ اور بونہ محسوس ہو تو اسے ابھی اور اسی وقت پینا جائز ہے۔

سب کچھ ہضم
ان الشیخ ابا القاسم الحکیم کان یاخذ جائزۃ

السلطان وکان یتقرر ض لجمیع حوائجہ وما یاخذ من الجائزۃ یقضی بہا دیونہ والحیلۃ فی ہذہ المسائل ان یشتری نسیئۃ لم ینقد ثمنہ من ای مال شاء وقال ابو یوسفؒ سألت ابا حنیفہؒ عن الحیلۃ فی مثل ہذا فا جاہنی بما ذکرنا (باب ۲۲ ص ۳۴۲) شیخ ابو قاسم حکیم بادشاہ سے وظیفہ لیتے تھے اور وہ اپنی ضروریات قرضوں سے پوری کر کے وظیفہ سے قرضے اتار دیتے تھے۔ ویسے معاملات میں حیلہ یہی ہے کہ انسان ادھار سودا خریدے پھر جس قسم کے مال سے چاہے قرض دور کرے (یعنی رشوت اور سود وغیرہ سے) ابو یوسفؒ نے کہا میں نے امام ابو حنیفہؒ سے ایسے معاملے میں حیلہ دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں مذکورہ بالا جواب دیا۔

چنانچہ احمد رضا خاں صاحب سے کسی نے پوچھا طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلا دشریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگوائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

تو آپ نے جواب دیا اس مال کی شیرینی پر فاتحہ پڑھنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کیلئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے حرام مال سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ کما نص علیہ فی الہندیۃ وغیرہا۔ یعنی جیسے فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے (احکام شریعت ص ۱۴۴)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی۔ دیوبندی ایک بینک ملازم کو اس کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں؟

بینک کا سارا نظام سود پر چل رہا ہے اور سود ہی میں سے ملازمین کو تنخواہ دی جاتی ہے اس لیے یہ تو جائز نہیں۔ میں نے یہ تدبیر بتلائی تھی کہ ہر مہینے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا جائے اور بینک کی تنخواہ قرض میں دے دی جائے۔ (ہفت روزہ ختم نبوت ۱۱ تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

جیسے پانی میں دودھ

قیل لہ لو ان فقیرا یا خلد جائزۃ

السلطان مع علم ان السلطان یا خلدھا غصبا ایحل لہ قال ان خلط ذلک بدرامہم
آخری لہانہ لا باس بہ وان دفع عین المصوب من غیر خلط لم یجز (ص ۳۴۲) ابوبکر
سے پوچھا گیا غریب آدمی بادشاہ سے وظیفہ لے یہ جانتے ہوئے کہ وہ مال ظلم سے حاصل کیا گیا ہے کیا اس
کے لئے حلال ہے تو کہا اگر بادشاہ اس میں کچھ دوسرے درہم ملا کر دیتا ہے تو حلال ہے اور اگر عین ظلم و
غضب سے حاصل کیا ہو مال اسے دیتا ہے تو پھر حلال نہیں۔

راگ رنگ کی پھلیں

من دعی الی ولیمۃ فوجد

لمتہ لعبا او غناء فلا باس ان یقعد ویاکل فان قدر علی المنع یمنعہم وان لم یقدر صبر
(ص ۳۴۳) ولیمہ کی دعوت ملی وہاں بہو و لعب اور گانے کا پروگرام ہے تو بیٹھ کر کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔
اگر منع کر سکتا ہے تو کرے ورنہ صبر سے کام لے۔

ہدایہ میں اس عبارت کے بعد لکھا ہے قال ابو حنیفہ ابتلیت بهذا مرة فصبرت
 وهذا لان اجابة الدعوة سنة قال عليه السلام من لم يجب الدعوة فقد عصى ابا القاسم
 فلا یترکها ان القنوت به من البدعة من غیرہ (اخیرین کتاب الکراہیة ص ۳۸۶) امام
 ابو حنیفہ فرماتے ہیں میرے ساتھ ایسا عارضہ پیش آ گیا تھا تو میں نے صبر کیا اس لیے کہ دعوت کا قبول کرنا
 سنت ہے نبی ﷺ کا ارشاد ہے جس نے دعوت نہ قبول کی اس نے میری نافرمانی کی لہذا ایک جائز
 دعوت اگر کسی بدعت پر مشتمل ہو تو اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔

موت چھوں کو تاؤ دے کر

اجابة الدعوة واجبة او

مندوبہ فلا یمتنع بمعصیة اقترنت بها (ص ۳۴۳) دعوت قبول کرنا واجب یا مستحب ہے اس میں
 کسی معصیت کی وجہ سے پیچھے نہ رہے۔

تجارت

حمل الطعام الى صاحب المصيبة والا کل معہم فی

اليوم الاول جائز لشغلهم بالجهاز و بعدہ یکرہ (ص ۳۴۳) ماتم کے پہلے روز میت والے گھر
 میں کھانا لے جانا اور ان کے ساتھ مل کر کھا لینا جائز ہے اس لیے کہ وہ حجیمز و تکلفین میں مشغول ہوتے ہیں۔
 بعد میں مکروہ ہے۔

جشن ماتم

ولا یساح اتخاذ الضیافة ثلاثة ایام فی ایام

المصيبة (ص ۳۴۳) ماتم کے تین دنوں میں مہمانی مکروہ ہے۔

کاغذ چننے والے مولوی صاحب

نسر الدر اہم والدنایر

والفلسوس التي كتب عليها اسم الله تعالى مکروہ عند البعض وقيل غير مکروہ وهو
 الصحيح (باب ۱۳ ص ۳۴۵) درہم و دینار اور پیسے لٹانا جن پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو مکروہ ہے اور

بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔

کلمہ شریف

تکلم المشائخ فی نثر الدراهم والدنانیر

والفلوس كانت علیها كلمة الشهادة بعضهم لم یكروها ذلك وهو الصحيح (ص ۳۳۵) بعض مشائخ نے کلمہ شہادت لکھے ہوئے سکوں کو لٹانے میں حرج نہیں سمجھا۔ یہی مسئلہ صحیح ہے

چھواریے

لا بأس بنثر السكر والدراهم فی الضیافة و

عقد النکاح (ص ۳۳۵) شادی وغیرہ کی تقریب میں شیرینی اور پیسے لٹانا جائز ہے۔

کفار و مشرکین کا مسجد حرام میں داخلہ جائز لا بأس بدخول

اهل الذممة المسجد الحرام وسائر المساجد وهو الصحيح (باب ۱۳ ص ۳۳۶) غیر مسلم شہریوں کا مسجد حرام سمیت تمام مسجدوں میں داخلہ جائز ہے۔

مشائخ طریقت

ولا یلتفت الی حال الجماعة الذین

قعدوا فی المساجد والخانقاهات وانکروا الکسب واعینهم طامحة وایدیمهم مادة الی ما فی ایدی الناس یسمون انفسهم المتوکلے ولسوا کذلک (باب ۱۵ ص ۳۳۹) نہایت گھٹیا ہیں وہ لوگ جو عینت چھوڑ کر مسجدوں اور خانقاہوں میں ڈیرے جمالیتے ہیں۔ ان کی آنکھیں لالچی ہوتی ہیں اور ان کے ہاتھ لوگوں کے سامنے دراز ہوتے ہیں یہ اپنے آپ کو متوکل کہتے ہیں حالانکہ وہ ایسے نہیں ہوتے۔

”فقیری لائن“

ویکروه ان یجتمع قوم فیعتزلوا الی موضع

ویمتنعوا عن الطیبات یعدون لله تعالیٰ ویفرغون انفسهم لذلك وکسب الحلال ولزوم الجماعة والجماعات فی الامصار احب والزم (ص ۳۳۹) یہ بات مکروہ ہے کہ کچھ

لوگ الگ تھلک ہو کر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ رزق حلال سے اجتناب کریں اور اپنے آپ کو عبادت الہی کیلئے وقف کر دیں۔ حلال کمائی کرنا اور شہروں میں رہ کر جمعہ و جماعات میں شامل ہونا زیادہ محبوب اور لازم ہے۔ (باب ۶۱ ص ۳۵۰)

قبر کے ارد گرد
واذا اراد الدعاء يقوم مستقبل

القبلة (باب ۱۶ ص ۳۵۰) (قبر کے پاس) دعا مانگنا چاہے تو قبلہ رو کھڑا ہو جائے۔

قبر پر ختم قرآن
لاباس ان يقرأ على المقابر سورة

الملك سواء اخفى او جهر واما غيرها فانه لا يقرأ في المقابر ولم يفرق بين الجهر والسخيفه (ص ۳۵۰) قبرستان میں سورہ ملک کے سوا کچھ تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ جہری خفی کا کوئی سوال نہیں۔ قول ابو بکر محمد بن ابراہیم

کرایہ پر؟
لو مات رجل واجلس وارثه على قبره من يقرأ

الاصح انه يكره (ص ۳۵۰) مرنے والے کی قبر پر اس کا وارث کسی کو قرآن خوانی کیلئے بٹھادے تو صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔ قول محمدؐ

قبر کا بوسہ
ولا يمسح القبر ولا يقبله فان ذلك من عادة

النصارى ولا بأس بتقبيل قبر والديه (ص ۳۵۱) قبر کو ہاتھ نہ لگائے نہ اسے بوسہ دے۔ یہ عیسائیوں کی عادت ہے۔ والدین کی قبر چوم سکتا ہے۔

ہدایہ میں لکھا ہے ویکرہ ان يقبل الرجل فم الرجل او يده او شياء منه نفه وذكر الطحاوی ان هذا قول ابي حنيفة و محمد . (ج ۳ کتاب الکراهية ص ۳۹۶) آدمی کا آدمی کے منہ کو یا اس کے ہاتھ یا اس کی کسی بھی چیز کو بوسہ دینا یا اس سے معانقہ کرنا امام ابو حنیفہ اور محمدؐ کے

جو نہ کھیلے تو اس کی عدالت ساقط نہیں ہوگی اور اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور امام ابوحنیفہؒ نے طہرج کھیلنے والوں پر سلام کہنے کو جائز رکھا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا من لعب بالنرد شیر لکانما صبغ یدہ فی لحم خنزیر و دمہ (عن یریدۃ بن الحصبیب الاسلمی . مسلم) جس نے نرد شیر کے ساتھ کھیلا گویا اس نے خنزیر کے گوشت اور خون کے ساتھ ہاتھ رنگے۔

اور طہرج کے بارے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں انہ شر من النرد (مسند احمد) کہ یہ نرد شیر سے بھی زیادہ زیادہ اکیل ہے۔

نیز تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے ونص علی تحریمہ مالک و ابو حنیفہ واحمد و کرہہ الشافعی (ج ۲ ص ۹۳۲) ائمہ ثلاثہ نے اسے حرام اور امام شافعی نے اسے مکروہ فرمایا ہے۔

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام (بیہقی) جس نے اہل بدعت کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد دی۔

عورت کا دودھ ولا بأس بان یسعط الرجل بلبن المرأة
ویشربہ للساء و فی شرب لبن المرأة للبالغ من غیر ضرورة فیہ اختلاف
المتاخرین (ص ۳۵۵) علاج کے لیے عورت کے دودھ کی سوار لینے اور پینے میں کوئی حرج نہیں۔
بل اوجہ بالغ انسان عورت کا دودھ پے تو اس میں متاخرین کا اختلاف ہے یعنی کسی کے نزدیک جائز ہے اور
کسی کے نزدیک نہیں۔

شراب سے علاج لو ان مریضا اشار الیہ الطیب بشرب الخمر

روی عن جماعة من ائمة بلخ انہ ینظر ان کان یعلم بقینا انہ یصح حل له التناول
(ص ۳۵۵) اگر معالج مریض کو شراب پینے کا مشورہ دے تو اس سلسلے میں ائمہ ثلاثہ سے روایت ہے اگر یہ

علاج یقینی ہو تو شراب پی لیتا حلال ہے۔

خون اور انسانی پیشاب

يجوز للعليل شرب الدم والبول و

اكل المتينة للتداوى اذا اخبره طبيب مسلم ان شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (ص ۳۵۵) بیمار آدمی کیلئے بطور علاج خون، پیشاب اور مردار کا کھانا پینا جائز ہے جب مسلمان طبیب یہ بتلا دے کہ ان چیزوں میں اس کی شفا ہے اور ان کا کوئی حلال متبادل نہ مل سکے

بیٹ واکل خمرء الحمام لدواء لابأس به (ص ۳۵۵) دوا کیلئے
کیوترکی بیٹ کا کھانا جائز ہے۔

خون سے قرآن لکھنا

والذی رعف فلا یرقادمہ

فاراد ان یکتب بدمہ علی جہتہ شیاء من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز (باب ۱۸ ص ۳۵۶) نکسیر پھوٹ پڑے اور خون بند نہ ہو تو اگر اپنی پیشانی پر اپنے خون سے کچھ قرآن لکھنا چاہے تو ابو بکر اسکاف نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے۔

تعویذ محبت جائز نہیں

ان ارادت امرأة تضع

التعوید لیحبها زوجها بعد ما یغضها ذکر فی الجامع الصغیر ان ذلک حرام لا یحل (ص ۳۵۶) شوہر ناراض ہو جائے تو اس کو راضی کرنے کیلئے بیوی اپنے پاس تعویذ محبت رکھنا چاہے تو جامع الصغیر کے مطابق یہ حرام ہے حلال نہیں۔

سوال تو یہ ہے انہیں یہ تعویذ بنا کے کون دیتا ہے فتاویٰ عالمگیری ماننے والے یہ روحانی عامل بیوی سے محبت لگوانا تو ایک طرف رہا غیروں سے یار انے لگواتے پھرتے ہیں۔

لابأس بوضع الجماع فی الزروع والمبطقة لدفع

کھوپریاں

ضر العين (ص ۳۵۶) نظر بدکا اثر زائل کرنے کیلئے تربوز وغیرہ کے کھیت میں سریاں اور کھوپریاں پھینکی جائز ہیں۔

یہ سنت کی کونسی قسم ہے؟ کیا اہلسنت والجماعت کو نظر کے علاج کیلئے نبی ﷺ سے کوئی اس سے بہتر اور معقول طریقہ معلوم نہیں ہوا۔ نہ جانے یہ تو ہم پرستی کس مفتی کی کھوپری کے دماغ کا نچوڑ ہے۔

اسقاط

العلاج لا سقاط الولد اذا استبان خلقه كالشعر والظفر

ونحوهما لا يجوز وان كان غير مستبين الخلق يجوز واما في زماننا يجوز على كل حال وعليه الفتوى (ص ۳۵۶) بچے کی تخلیق واضح ہو جائے اور اس کے بال اور ناخن وغیرہ آگ آئیں تو اس کا اسقاط جائز نہیں اگر تخلیق ابھی واضح نہ ہوئی ہو تو جائز ہے۔ مگر ہمارے زمانے میں بہر صورت جائز ہے اور اسی پر فتوے ہے

احادیث میں عزل کی گنجائش نظر آتی ہے اسقاط ثابت نہیں۔ منصوبہ بندی والے اس فتویٰ سے علمائے اہلسنت کا منہ بند کر سکتے ہیں۔

وہابی کون؟

يستحب حلق الرأس في كل جمعة (باب ۱۶)

ص ۳۵۷) ہر جمعہ کو سر منڈانا (ٹنڈ کرانا) مستحب ہے۔

شائد دماغ کی تازگی کیلئے

ولا بأس للرجل ان يحلق وسط

راسه ويرسل شعره من غير ان يفتله (ص ۳۵۷) یہ جائز ہے کہ اپنے سر کے بال درمیان سے موٹنڈ دے اور بالوں کو ٹیل دیے بغیر چھوڑ دے۔

ہیئر ڈریسرز زرخنامے میں اس کی بھی فیس تحریر فرمائیں حلق

عانتہ ببیدہ وحلق الحجام جائز ان غض بصرہ (ص ۳۵۸) زیر ناف کو اپنے ہاتھ سے صاف کرے اور حجام کے ڈر لے کر نا بھی جائز ہے۔ حجام کو چاہیے کہ دھیان ایک طرف رکھے۔

ایک مشت ڈاڑھی سنت ہے

والقص سنة فيها وهو ان

يقبض الرجل لحيته فان زاد منها على قبضته قطعه (ص ۳۵۸) ڈاڑھی کا ٹانست ہے آدی کو چاہیے کہ ایک مشت سے زیادہ کاٹ دے۔

یہ سرگیں آنکھیں

لاباس بالانمد للرجال باتفاق المشائخ

ویکمره الکحل الاسود بالاتفاق اذا قصد به الزينة (ص ۳۵۸) باتفاق مشائخ مردوں کے لیے اٹھ کا استعمال جائز ہے، کالا سرمہ بالاتفاق مکروہ ہے جب کہ اس سے زینت مقصود ہو۔

شیطانی بستر

قال محمد ولا باس بان يتخذ الرجل في بيته

سريرا من ذهب او فضة وعلية الفرش من الديباچ يتجمل بذلك للناس من غير ان يقعد او ينام عليه فان ذلك منقول عن السلف من الصحابة والتابعين (باب ۲۰ ص ۳۵۹) امام محمد فرماتے ہیں گھر میں سونے یا چاندی کا پلنگ اور اس پر ریشمی بستر لگانا ممنوع نہیں مقصد لوگوں کو زیبائش دکھلانا ہو بیٹھنا اور سونا نہ ہو سونے چاندی کے پلنگوں پر ریشمی بستر سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین سے ثابت ہے نبی کا ارشاد تو یہ ہے فراش للرجل وفراش لامرأته والثالث للضيف والربع للشيطان (عن جابر . مسلم) ایک بچھونا آدی کیلئے ہے ایک بچھونا اہل خانہ کیلئے ہے اور ایک مہمان کیلئے ہے باقی اس کے علاوہ جو ہے وہ شیطانی کیلئے ہے۔

فتویٰ مذکورہ میں نہ جانے کس کے صحابہ و تابعین کا حوالہ دیا گیا ہے اور پھر سونے چاندی کے پلنگ اور ان پر ریشمی بستر۔ یہ تو قیصر و کسریٰ کی باتیں لگتی ہیں۔

انڈے کا ایک فقہی فائدہ، ٹیوب بے بی والے توجہ فرمائیں

البکر اذا جو معت فيما دون الفرج فحبلت بان دخل الماء في

فرجها فلما قرب او ان ولا دلتها فزال علناتها بيضة او بحرف درهم لانه لا يخرج

الولد بدون ذلك (ص ۳۶۰) کنواری سے فرج کے باہر جماع کیا گیا اور وہ حاملہ ہو گئی اس طرح پر کہ پانی اس کے اندر داخل ہو گیا تو جب ولادت کا وقت قریب آئے تو اڑے سے یا درہم کے کنارے سے اس کی بکارت کو زائل کیا جائے کیونکہ اس عمل کے بغیر بچہ باہر نہیں آئے گا۔

عقیقہ کرنا مکروہ ہے

الحقیقة عن الغلام و عن الجارية

وهی ذبح شاة فی سابع الولادة و ضیافة الناس و حلق شعره مباحة لا سنة ولا واجبة
----- ذکر محمدؐ فی العقیقة فمن شاء فعل و من شاء لم يفعل و هذا لبشیر الی الاباحة
فیمنع كونها سنته و ذکر فی الجامع الصغیر ولا یعق عن الغلام ولا عن الجارية و انه
اشارة الی الکراهية (باب ص ۳۶۲) لڑکے یا لڑکی کی طرف سے عقیقہ کرنا یعنی پیدائش کے ساتویں
روز بکری ذبح کرنا اور لوگوں کی ضیافت کرنا اور بچے کی حجامت کرنا جائز ہے۔ سنت یا واجب نہیں ہے۔ امام
محمدؐ نے عقیقہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ جس کا جی چاہے کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے۔ معلوم ہوتا
ہے کہ یہ فقط جائز ہے سنت نہیں ہے۔ الجامع الصغیر میں لکھا ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا
جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکروہ ہے۔

بدائع الصنائع ج ۵ ص ۱۲۷) میں بھی امام ابو حنیفہؒ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے نزدیک
عقیقہ کوئی شے نہیں ہے۔ حافظ ابن حزمؒ لکھتے ہیں لم یعرف ابو حنیفة لکان ذالبت شعری اذلم
یعرفها ابو حنیفة ما هذ بنكرة فطال ما لم یعرف السنن (محلّی ج ۷ ص ۵۲۹) امام ابو
حنیفہؒ کو اگر عقیقہ کا مسئلہ معلوم نہیں تو کیا ہوا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ انہیں تو کئی سنتوں کا پتہ نہیں ہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا ہے مع الغلام عقیقة فاھر یقو اعنه دما و امیطوا عنه الاذی (بخاری)
لڑکے کی پیدائش پر عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور گندگی دور کرو یعنی حجامت وغیرہ بناؤ۔
ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا ذکر ہے۔

وغیرہ

آداب شاہی

من سجد للسلطان علی وجه التحیة او قبل

الارض بین یدیہ لا یکفر ولكن یائم لارتکابه الکبیرة (باب ۲۸ ص ۳۶۸) جو شخص بادشاہ کو تعظیماً سجدہ کرے یا اس کے حضور زمین بوسی کرے وہ کافر نہیں ہے البتہ ارتکاب کبیرہ کی وجہ سے گنہگار ہے۔

آداب خانقاہی

وتقبیل الارض بین یدی العلماء

والزهد فعل الجہال والفاعل والراضی آمان ---- الانحناء للسلطان او لغيره مکروه ---- ویکره الانحناء عند التحیة وبه ورد النهی ---- تجوز الخدمۃ لغير الله تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود الا الله تعالیٰ کذا فی الغرائب (ص ۳۶۹) علماء و زہاد کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے ایسا کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں، بادشاہ یا کسی کے سامنے جھکنا مکروه ہے۔ سلام کے وقت جھکنا مکروه ہے اس پر نبی وارد ہوئی ہے ---- غرائب میں ہے کہ غیر اللہ کی کھڑے ہو کر تعظیم بجالانا ہاتھوں کو پکڑنا (مصافحہ کرنا) سر جھکانا جائز ہے۔ سجدہ خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں۔

اور یہ انگوٹھے چومنا

وما یفعله الجہال من تقبیل ید نفسه بلقاء

صاحبہ لذلک مکر وہ بالاجماع (ص ۳۶۹) یہ جاہل لوگ جو کسی سے مل کر اپنے ہاتھ کو چومتے ہیں بالاجماع مکروه ہے۔ تو کیا یہ مذاق نبی علیہ السلام کے ساتھ جائز ہے۔

لا حول ولا قوۃ الخ

اذا ادخل السر جل ذکرہ فی فم امراته قد قبیل

یکرہ وقد قبیل بخلافہ (باب ۳۰ ص ۳۷۲) مرد اپنا ذکرا اپنی بیوی کے منہ میں داخل کرے ایک قول یہ ہے کہ مکروه ہے ایک قول یہ ہے کہ مکروه نہیں ہے۔ میرا خیال ہے بلیو پرنس والوں نے انہی کتابوں سے مدد لی ہے اور پھر اوپر سے یہ دعویٰ کیا کہ ان کتابوں کا دیکھنا عبادت اور قرآن کی تعلیم سے بھی افضل ہے۔

نیش رسیاں

ثم ان العلم على الانواع وكل ذلك عند الله

حسن وذلک لیس کا لفقہ (ص ۳۷۷) علم کی کئی قسمیں ہیں سب علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے ہیں مگر فقہ کی کوئی جوڑ نہیں۔

یہ اہلسنت ہیں

عن ابی عاصمؒ انه قال طلب الاحادیث حرفة

المفصلا لیس یعنی بہ اذا طلب الحدیث ولم یطلب فقہہ (ص ۳۷۷) ابو عاصم فرماتے ہیں احادیث کا علم حاصل کرنا قلاشوں کا پیشہ۔ (یعنی بے کاروں کا شغل) ہے۔ ان کی بات کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی حدیث پڑھے اور اس کی فقہ نہ پڑھے۔

یہ چلہ کشیاں

النظر فی العلم الفضل من قراءة قل هو الله احد خمسة

آلاف مرة (ص ۳۷۹) (علم پر نظر ڈالنا پانچ ہزار بار قل هو اللہ پڑھنے سے بہتر ہے۔) کوئی صاحب اس خوش فہمی میں نہ رہے کہ علم سے مراد شائد قرآن و حدیث کا علم ہوگا بلکہ اس سے مراد فقہ حنفی ہے درمختار مصری ج (ص ۲۹) میں ہے النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع الفضل من قیام الیل۔ فقہ حنفی کی کتابوں کا صرف دیکھ لینا ہی رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔

موازنہ

رجل تعلم بعض القرآن ثم وجد فراغاً فانه يتعلم تمام

القرآن وتعلم الفقه اولى من تعلم تمام القرآن (ص ۳۷۹) آدمی کچھ قرآن پڑھ لے پھر اسے فراغت ہو تو باقی قرآن بھی پڑھے تاہم فقہ سیکھنا باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے۔

اور یہ رضا خانی گالیاں

ينبغي ان يكون قول الرجل لينا

ووجهه منبسطاً مع البر والفاجر والسني والمبتدع من غير مداهنته (ص ۳۷۹) مخاطب نیک ہو یا بد سنی ہو یا بد سنی اس کے ساتھ گفتگو کا لہجہ نرم ہونا چاہیے اور خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے

اور یہ روئے کسی مدافعت کی بنا پر نہ ہو۔

غیرت والے : ہدایہ میں لکھا ہے: ومن امتنع من الجزية او قتل

مسلمًا او سب النبی علیہ السلام اوزنی بمسلمة لم ینتقض عہدہ (ج ۲ کتاب اسیر ص ۵۶۴) جو ذمی (غیر مسلم شہری) جزیہ دینے سے انکار کر دے یا مسلمان کو قتل کر دے یا نبی ﷺ کو گالی دے یا مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کا عہد نہیں ٹوٹتا۔ یعنی اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اس کے جان و مال کی حفاظت کرے۔

کتاب الاشربہ

فقہ کے فائدے لو صب الخل فی الخمر یؤکل

سواء كانت الغلبة للخمر او للخل بعد ما صار حامضاً (باب ۱ ص ۴۱۰) شراب میں سرکہ ڈالا جائے تو ترش ہونے کے بعد اسے پی لیا جائے خواہ شراب غالب ہو یا سرکہ۔

پینے اور کھانے میں فرق واذا عجن الدقیق بالخمر

وخبزہ لا یؤکل ولو اکل لا یحد (ص ۴۱۱) شراب سے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھانی چاہیے اگر کھالے تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

ان معلومات کا شکر یہ واذا طرح الخمر فی مرق

بمنزلة الخل وطبخ لا یؤکل لان هذا مرق نجس ولو حسامنه لا یحد ما لم یسکرو اذا طرح الخمر فی سمک او ملح او خل وربی حتی صار حامضاً فلا بأس بہ (ص ۴۱۱) بطور سرکہ کے شوربے کو شراب ڈال کر پکایا جائے تو اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ نجس ہے لیکن اگر

پی لے تو حد نہیں لگائی جائے گی جب تک کہ نشہ نہ ہو اور جب شراب کو مچھلی یا نمک یا سر کے میں ڈالا جائے۔ اور وہ غالب ہو۔

شرابی بکری

لو سقى شاة خمر لا يكره لحمها ولبنها

(ص ۴۱۱) بکری کو شراب پلائے تو اس کا گوشت اور دودھ مکروہ نہیں ہے یعنی اس میں گندگی کھانے والی مرغی (جلادہ) کے برابر بھی کراہت نہیں۔

یہ شراب پینے پر حد نہیں

ويكره شرب دردى الخمر

والانتفاع به ولو شرب منه ولم يسكر فلا حد عليه عندنا (ص ۴۱۲) نیچے بیٹھی ہوئی شراب پینا اور اس سے فائدہ حاصل کرنا مکروہ ہے اور اگر پی لے لے کر نشہ نہ ہو تو ہمارے نزدیک حد نہیں۔

ان شرابوں کو تھوڑی مقدار پینے پر حد نہیں

واما ما هو حرام

عند عامة العلماء فهو البازق ونقيع الزبيب والتمر من غير طبخ والسكر فانه يحرم شرب قليلها وكثيرها وقال اصحاب الظواهر بانه مباح شربه والصحيح قول العامة لكن حرمة هذه الاشربة دون حرمة الخمر حتى لا يحد شاربها مالم يسكر (ص ۴۱۲) جو شرابیں عام علماء کے نزدیک حرام ہیں مثلاً باذنق (انگور کے شیرہ کی کم پکی ہوئی شراب) اور منقی اور کھجور کی بغیر پکی شراب اور سکران کا پینا حرام ہے تھوڑا بھی اور زیادہ بھی۔ اصحاب ظواہر کے نزدیک مباح ہے صحیح بات ان کا حرام ہونا ہے۔ لیکن ان شرابوں کی حرمت خمر کی حرمت سے کم ہے۔ ان کے پینے والے پر حد نہیں جب تک نشہ میں نہ آئے۔

يجوز بيع الباذق والمنصف والسكر ونقيع الزبيب ويضمن ملفا في قول

ابى حنيفة خلافا لهما والفتوى على قوله في البيع (ص ۴۱۲) باذنق منصف (انگور کی شراب جو پک کر نصف رہ گئی ہو) سکر اور منقی شراب کی بیع امام صاحب کے نزدیک جائز ہے انہیں تلف کرنے والا

تاوان کا ضامن ہوگا۔ صاحبین نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

جان بنانے کیلئے

واما ما هو حلال عند عامة العلماء

فهو الطلاء وهو المثلث ونبذ التمر والزبيب فهو حلال شر به مادون السكر لا مستمرا
الطعام والتداوی وللتقوی علی طاعة الله تعالى لا للتلهی والمسكر منه حرام وهو
القدر الذي يسكر وهو قول العامة واذا اسكر يجب الحد عليه ويجوز بيعه ويضمن
متلفه عند ابي حنيفة و ابي يوسف واصح الروایتین عن محمد وفي رواية عنه ان
قلیلا وكثيره حرام ولكن لا يجب الحد ما لم يسكر (ص ۴۱۲) عام علماء (حنفیہ) کے
نزدیک جو شرابیں حلال ہیں وہ ایک تو طلاء یعنی انگور کا وہ شیرہ ہے جو پک کر ایک تہائی رہ گیا ہو اور کھجور اور
مٹھے کی نیزہ۔ پس یہ شرابیں نشہ سے کم کم پینی جائز ہیں مقصد کھانا ہضم کرنا دوا کرنا اور اطاعت الہی کیلئے
قوت حاصل کرنا ہو۔ فحاشی مقصود نہ ہو، نشے کی مقدار میں پینا حرام ہے یہی عام علماء کا قول ہے۔ بصورت
نشہ حاد واجب ہوگی۔ تاہم اس کی بیخ جائز ہے۔ اور اسے تلف کرنے والا ضامن ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک
امام محمد سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ تھوڑی بھی حرام ہے تاہم حد صرف نشہ میں واجب ہوگی۔

ابو یوسفی شراب

البتح هو الحمیدی وهو ان یصب

الماء علی المثلث یترک حتی یشتد ویقال له ابو یوسفی لکثرة ما استعمله
ابو یوسف (ص ۴۱۳) مثلث نامی شراب میں پانی ڈال کر اسے اتنی دیر کیلئے رکھ دیا جائے کہ اس میں
تیزی (نشہ) پیدا ہو جائے اسے شیخ حمیدی اور ابو یوسفی بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ اسے بہت استعمال فرماتے
تھے۔

نو پیالے

اذا شرب تسعة اقداح بنتج من نبذ التمر

فاوجر العاشر لسكر لم یحد (باب ۲ ص ۴۱۳) کھجور کی نیزہ (یعنی شراب) کے نو پیالے پئے

دسواں پیا تو نشہ ہوا حد نہیں لگائی جائے گی۔

شراب کی چالو بھٹیاں

التمر المطبوخ يمرس فيه العنب

والعنب غير مطبوخ فيغليان جميعا قال يكره ولا يحد شاربه حتى يسكران كان التمر المطبوخ غالبا وان كان العنب غالبا يحد (ص ۴۱۳) کھجور کے پکے ہوئے شیرے میں انگور کا کچا رس ملایا گیا دونوں کو جوش دیا گیا۔ اس کا پینا مکروہ ہے لیکن پینے والے پر حد نہیں لگائی جائیگی جب تک نشہ نہ ہو۔ یہ اس صورت میں ہے جب کھجور کا شیرہ غالب ہو اور اگر انگور کا شیرہ غالب ہو تو پھر حد لگائی جائے گی۔

باقی سب جائز

واما الا شربة المتخذة من الشعير

والنورة او التفاح و العسل اذا اشتد وهو مطبوخ او غير مطبوخ لانه يجوز شربة مادون السكر عند ابى حنيفة و ابى يوسف ----- فان سكر من هذه الا شربة فالسكر و القدح المسكر حرام بالا جماع و اختلفوا الفى وجوب الحد اذا سكر قال الفقيه ابو جعفر لا يحد فيما ليس من اصل الخمر وهو التمر و العنب كما لا يحد من البنج و لبن الرماك (ص ۴۱۴) جو کئی، سبب اور شہد سے تیار کی گئی شراب میں جب تیزی (نشہ) پیدا ہو جائے وہ پکی ہوئی ہو یا نہ پکی ہوئی ہو امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک نشہ سے کم مقدار میں اس کا پینا جائز ہے..... اگر ان شرابوں سے نشہ اور (آخری) نشہ آور پیا لہ حرام ہے بالا جماع، حد میں اختلاف ہے فقیر ابو جعفر نے کہا چھ شراب اصل خمر نہ ہو یعنی کھجور یا انگور سے نہ بنی ہو اس کے پینے پر حد نہیں جیسے بھنگ یا گھوڑیوں کے دودھ پینے پر حد نہیں ہوتی۔

فان شرب رجل ما فيه خمر فان كان الماء غالبا بحيث

تھوڑی سی

لا يوجد فيه طعم الخمر ولا ريحها ولا لونها لم يحد (ص ۴۱۴) آدمی پانی پے اس میں

شراب ملی ہوئی ہو۔ اگر پانی غالب ہو اور شراب کا مزہ، بو اور رنگ محسوس ہو تو حد نہیں ہے

دوا کا بہانہ

إذا عجن الدواء بالخمر تعتبر الغلبة یعنی فی حق الحد

(ص ۱۴۳) دوا شراب میں کوندھی جائے اگر شراب غالب نہ ہو تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

کتاب الجنایات

فتاویٰ عالمگیری ج ۶

لا یقتل مسلم بکافر (بخاری) و یقتل المسلم بالذمی (باب ۲)

ص ۳) مسلمان کو غیر مسلم شہری کے بدلے قتل کیا جائے۔ ابو حنیفہ سے روایت ہے مسالت علیا هل عندکم شی مسلم بکافر (بخاری ص ۱۰۲۱) میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی کوئی علم ہے فرمایا خون بہا کا مسئلہ، قیدیوں کو چھوڑنے کا مسئلہ اور یہ کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ سوائے امام ابو حنیفہؒ کے سب کا اس پر اجماع ہے۔

قصاص سے بچنے کا طریقہ اذا اشتراك الرجلان فی قتل رجل

احدہما بعضا والاخر بحد یدة فلا قصاص علی واحد منهما و یحب المال علیہما نصفان (ص ۴) دو آدمی ایک شخص کے قتل میں شریک ہوئے ہوں۔ ایک نے لاشی سے مارا اور دوسرے نے تیز دھارا لے سے تو دونوں پر قصاص نہیں ہے ان دونوں کو نصف دیت ادا کرنا ہوگی۔

ڈنڈے مار کر کل آلة تتعلق بها الزکاة فی البہائم یتعلق بها

القصاص فی الادمی ومالا فلا یعنی لا یجب بالعض ولو ضربہ بالسوط والی فی الضربات حتی مات لا یلزمہ القصاص عندنا (ص ۵) جس ہتھیار کے ساتھ جانور ذبح ہو سکتے

ہیں ایسے ہتھیار کے استعمال سے قصاص متعلق ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ دانتوں کے ساتھ کاٹنے سے قصاص واجب نہیں ہوگا۔ کسی کو کوڑے کی مسلسل ضربات لگا کر مار دینے سے بھی قصاص واجب نہیں ہوگا..... پے در پے ڈنڈے مار کر مار دینے کی صورت میں بھی قصاص ہمارے نزدیک لازم نہیں ہوگا۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک بچی کا پتھر کے ساتھ سر کچل دیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو بھی دو پتھروں سے کچلوا دیا (بخاری ص ۱۰۱۶) اس سے ثابت ہوا پتھر سے قتل کرنا بھی قتل کے حکم میں ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا من قتل فی رمی یكون بینہم بحجارة اوبالسیاط اوضرب بعصا فهو خطاء وعقله عقل الخطاء ومن قتل عمدا فهو قود ومن حال دونہ فعليه لعنة اللہ وعصبه لا یقبل منه صرف ولا عدل (ابو داؤد) جو شخص اندھا دھند قتل ہو جائے ایک دوسرے کو پتھر مارنے کی وجہ سے یا کوڑوں یا لاشی گٹنے سے تو یہ قتل خطا ہے اس پر دیت واجب ہوگی اور جو قصداً قتل کیا جائے تو اس پر قصاص واجب ہوگا۔ جو اس میں حائل ہو اس پر خدا کی لعنت اور غضب ہے اس کی کوئی نقلی اور فرضی عبادت قبول نہیں۔ معلوم ہوا تیز دھار آلہ کے سوا قتل میں اگر ارادہ قتل شامل نہ ہو تو قصاص نہیں اور اگر ارادہ قتل ہو تو پھر یقیناً قصاص ہے۔ مگر فقہ حنفی قاتلوں پر بہت مہربان معلوم ہوتی ہے۔

گلا گھونٹ کر

ولو خنق رجلا لا یقتل الا اذا کان الرجل خناقا معروفا

خنق غیر واحد فیقتل سیاسة (ص ۵) اگر کسی کو گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو اسے بھی قتل نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ قاتل گلا گھونٹنے میں مشہور ہو اور اس نے متعدد افراد کو اس ذریعے سے قتل کیا ہو جب (شرعاً نہیں) سیاستا سے قتل کیا جائے۔

پانی میں ڈبو کر

من غرق انسانا بالماء ان كان الماء قليلا لا

یقتل مثله غالبا وترجى منه النجاة بالسباحة فی الغالب فمات من ذلك فهو خطا

العمد عند ہم جميعا واما اذا كان الماء عظيما ان كان بحيث تمكنه النجاة بالسباحة بان كان غير مشدود ولا مثقل وهو يحسن السباحة فمات يكون خطأ العمد ايضا وان كان بحيث لا تمكنه النجاة فعلى قنول ابى حنيفة هو خطأ العمد ولا قصاص (ص ۵) جو شخص انسان کو پانی میں غرق کرے، اگر پانی تھوڑا ہو کہ اتنے پانی سے عام طور پر آدمی کی موت نہ واقع ہوتی ہو اور بالعموم اس سے تیر کر جان بچائی جاسکتی ہو تو اگر وہ مر جائے تو یہ بالاتفاق شیعہ عمد ہے اور اگر پانی زیادہ ہو لیکن تیر کر کنارے پہنچا جاسکتا ہو اور وہ شخص بندھا ہوا نہ ہو اور نہ اس پر بوجھ لدا ہو اور تیرا کی بھی جانتا ہو پھر مر جائے تو یہ بھی شیعہ عمد ہے اور اگر تیر کر جان بچانا ناممکن ہو۔ تو امام صاحب کے قول کے مطابق یہ بھی شیعہ عمد ہے اس پر بھی قصاص نہیں ہے۔

ہدایہ میں بھی صاف لکھا ہے من غرق صبیا او بالغالی البحر فلا قصاص عند ابی حنيفة (کتاب الجنایات ج ۳ ص ۳۸۱) جو شخص کسی بچے کو یا جوان کو دریا میں غرق کر دے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر قصاص نہیں ہے۔

ظلم کی انتہا

ولو اخذ رجل رجلا فقمطه ثم القاه فی البحر

فربسب فی الماء ومات ثم طفا ميتا لا يقتل به وعليه الدية مغلظة وكذا لو غطه فی البحر او فی الفرات فلم يزل يفعل به كذلك حتى مات ولو ان رجلا طرح رجلا من سفينة فی البحر او فی دجلة وهولا يحسن السباحة فربسب لا يقتل به عند ابی حنيفة رحمه الله تعالى وعليه الدية وان ارتفع ساعة ثم غرق ومات فان ابا حنيفة قال ليس عليه قصاص ولا دية وكذا جيد السباحة فاخذ يسبح ساعة طرح فی البحر ليتخلص فلم يزل يسبح حتى فتر وغرق ومات فلا قود ولا دية (ص ۵) ایک شخص نے ایک شخص کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں پھینک دیا اور وہ پانی میں ڈوب کر مر گیا اور اس کی لاش ابھر آئی تو قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کے ذمہ دیت مغلظہ ہوگی اس طرح قاتل اگر مقتول کو سمندر یا دریا سے فرات میں

مسلسل غوطے دے دے کر مار ڈالے تو بھی اس پر قصاص نہیں دیت ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی دوسرے کو کشتی سے سمندر یا درجہ میں پھینک دے اور وہ تیرنا بھی نہ جانتا ہو اور وہ ڈوب کر مر جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر وہ تھوڑی دیر کے لئے سطح آب پر آئے پھر ڈوب کر مر جائے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں قاتل کے ذمہ نہ قصاص ہے نہ دیت۔ اس طرح اگر تیراک کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا جائے وہ تیرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ تھک کر ڈوب گیا اور مر گیا تو قاتل کے ذمہ نہ قصاص ہے نہ دیت۔

آگ میں بھون کر

لو القاه فی النار ثم اخرج و به رمق

لمکث ایاما ولم یزل صاحب فراش حتی مات قتل وان کان یجنی ویذهب ثم مات لم یقتل (ص ۵) اگر قاتل نے مقتول کو آگ میں ڈالا پھر نکال لیا ابھی اس میں زندگی باقی تھی اور وہ چند دن صاحب فراش رہ کر مر گیا تو عوض میں اسے قتل کیا جائے گا اور اگر مریض چلتا پھرتا پھر مر گیا تو قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

کم کھولتے پانی میں ڈال کر

وان کان الماء حارا لا

یغلی غلیانا شدید ا فالقاه فیہ ثم مکث ساعة ثم مات وقد تنفط حبسده... او نضجه الما قتل به والا فلا (ص ۵) اگر پانی گرم تھا مگر تیزی سے نہیں کھول رہا تھا اس میں ایک شخص کو ڈال دیا وہ تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ اگر اس کے جسم پر ابلے پڑ گئے ہوں یا پانی نے اس کے جسم کو پکا دیا تب تو قاتل کو قتل کیا جائے گا ورنہ صرف موت کی وجہ سے اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

ایک دم کیوں نہ مرا

وان تماثل حتی یجنی ویذهب ثم

مات من ذلک لم یقتل وعلیہ الدیة (ص ۶) اگر اسے افاقہ محسوس ہو اور وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا پھر اس (اٹلنے) سے مر گیا تو قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کے ذمہ دیت ہے۔

سرد پانی میں ڈال کر

ولو القی رجلا فی ماء بارد فی یوم

الشتاء فکرو بیس ساعة القاه فعليه الدية (ص ۶) موسم سرما میں ایک شخص کو ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا وہ ٹھنڈے مر گیا تو قاتل کے ذمہ صرف دیت ہے۔

سرد موسم

و کذلک لو جرده فجعله فی سطح فی یوم

شدید البرد ولم یزل کذلک حتی مات من البرد (ص ۶) اسی طرح اگر ایک شخص کو برہنہ کر کے شدید سردی میں کوٹھے پر پھینک دے اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو قاتل کے ذمے قصاص نہیں صرف دیت ہے۔

برف میں

و کذلک لو قمطه وجعله فی الثلج (ص ۶)

اسی طرح کسی کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر برف میں ڈال دے تو بھی قاتل کے ذمہ صرف دیت ہے۔

دھوپ میں

ولو ان رجلا قمط رجلا او صبیا ثم وضعه فی

الشمس فلم يتخلص حتى مات من الشمس فعليه الدية (ص ۶) آدھی یا (مصوم) بچے کے ہاتھ پاؤں باندھے اور دھوپ میں ڈال دیا، اسے رہائی نہ ملی اور وہ دھوپ کی شدت سے (تڑپ تڑپ کر) قادی عالمگیری والوں کی جان کو روٹا ہوا) مر گیا تو قاتل کے ذمے صرف دیت ہے قصاص نہیں۔

اوپر سے پھینک کر

واذا القاه من سطح او جبل او القاه

فی بشر فعلى قول ابی حنیفة . هذا خطأ العمدة (ص ۶) اگر کسی کو کوٹھے سے گرا دے یا پہاڑ سے دھکا دے دے یا کنوئیں میں پھینک دے تو امام صاحب کے نزدیک یہ قتل بھی شہ عمد میں داخل ہے یعنی قاتل کے ذمہ دیت ہوگی قصاص نہیں ہوگا۔

زہر دے کر

واذا سقى رجلا سمات من

ذلك فان اوجره ايجارا على كره منه او ناوله لم اكرهه على شربه حتى شرب او ناوله من غير اكرهه فان اوجره او ناوله واكرهه على شربه فلا قصاص عليه وعلى عاقلته الدية (ص ۶) ایک آدمی کو زہر پلا دیا اور وہ اس سے مر گیا اگر مقتول نے قاتل کے مجبور کرنے پر زہر پیا تھا۔ یا قاتل نے مقتول کو پکڑا یا پھر اسے پینے پر مجبور کیا یہاں تک کہ اس نے پی لیا اسے بغیر جبر کے پکڑا یا پس اگر اس نے (از خود؟) پی لیا یا قاتل نے اسے پکڑا یا اور اسے پینے پر مجبور کیا تو کسی صورت میں اس کے ذمہ قصاص نہیں۔ صرف اس کے آبائی رشتہ داروں پر دیت ہے۔

دیت بھی نہیں

واذا ناوله فشر من غير ان اكرهه

عليه لم يكن عليه قصاص ولا دية سواء علم الشارب بكونه سما اولم يعلم ويوث منه (ص ۶) قاتل نے مقتول کو زہر کا پیالہ پکڑا یا اور وہ پی گیا بغیر اس کے کہ اس نے اسے مجبور کیا ہو تو قاتل کے ذمہ نہ قصاص ہے نہ دیت۔ مقتول کو زہر کا علم ہو تب بھی نہ علم ہو تب بھی۔ بلکہ قاتل اگر مقتول کا وارث ہے تو وہ اس سے وراثت بھی پائے گا۔

بالکل بری

لو قال لا خير كل هذا الطعام فانه طيب فاكله

فاذا هو مسموم فمات لم يضمن (ص ۶) کسی سے کہا یہ کھانا کھا لو یہ اچھا ہے۔ حالانکہ وہ زہر آلود تھا۔ اس نے کھا لیا تو قاتل بالکل بری ہے حالانکہ اس جرم میں نبی ﷺ نے ایک یہودیہ کو سزائے موت دی تھی۔ (ابوداؤد)

بھوکا مار کر

ولو ان رجلا اخذ رجلا فقيده

وحبسه في بيت حتى مات جو عا فقال محمدٌ او جمعه عقوبة والدية على عاقلة والفتوى على قول ابى حنيفة انه لا شى عليه (ص ۶) ایک آدمی نے ایک آدمی کو باندھ کر کسی

گھر میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ بھوکا مر گیا۔ امام محمدؑ کہتے ہیں قاتل کو بطور سزا بھوکا رکھنا چاہیے اور عصبہ کے ذمہ دیت ہے۔ بڑے امام صاحب فرماتے ہیں قاتل کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

زندہ درگور

وان دفنہ فی قبر حیا فمات یقتل بہ وهذا عند

محمدؑ والفتویٰ علی ان الدیۃ علی عاقلته (ص ۶) اگر کسی کو زندہ درگور کر کے مار ڈالے تو امام محمدؑ کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے مگر فتویٰ یہ ہے کہ اس کے عصبہ کے ذمہ صرف دیت ہے (قصاص نہیں ہے)

وحشی کون

قال ابو حنیفہؒ فی رجل قمط رجلا فطرحة

قدام سبع فقتله السبع لم یکن علی الذی فعل ذلک قود و لادیۃ لکن یعزر (ص ۶) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں جس نے کسی کے ہاتھ پاؤں باندھے پھر اسے درندے کے آگے ڈال دیا اس درندے نے اسے چیر پھاڑ دیا تو مجرم پر نہ قصاص ہے نہ دیت بطور تعزیر کچھ سزا دی جاسکتی ہے۔

ورندوں کے آگے ڈال کر

وان رجلا ادخل رجلا فی بیت

وادخل معہ سبعا واغلق علیہما الباب فاخذ الرجل السبع فقتله لم یقتل بہ ولا شی علیہ وكذا لو نهشته حیته او لسعته عقرب لم یکن فیہ شی ادخل الحیثہ والعقرب معہ او کانت فی البیت (ص ۶) ایک آدمی کو ایک گھر میں داخل کیا اور اس کے ساتھ ایک درندہ بھی داخل کر دیا اور دروازہ بند کر دیا درندے نے آدمی کو کچڑ کر مار ڈالا تو بدلے میں قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے ذمہ کوئی دیت وغیرہ ہے۔ اسی طرح اگر سانپ ڈس لے یا بچھو کاٹ دے تو بھی اس کے ذمہ کوئی شے نہیں ہے۔ برابر ہے کہ یہ موذی اس کے ساتھ داخل کیے جائیں یا پہلے سے گھر میں موجود ہوں۔

شہادت میں گڑبڑ

ولو شهدا علی رجلین انہما قتل رجلا احدهما

بسيف والا خر بعصا ولا ید ریان ایہما صاحب العصالم تجز شہادتہما (باب ۵

ص ۱۶) دو آدمی دو آدمیوں کے خلاف گواہی دیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے ایک نے تلوار کے ساتھ اور دوسرے نے لاشی کے ساتھ لیکن یہ امتیاز نہ کر سکیں کہ ان میں لاشی بردار کون تھا تو ان کی شہادت معجز نہیں۔

سب بری

ولو كان البنون ثلاثة لاقام عبد الله بينته علي

زيد انه قتل الاب واقام زيد بينته علي عمر انه قتلہ واقام عمر و بينته علي عبد الله انه قتلہ فلهنا تقبل البيئات علي الاتفاق ولا يجب القصاص علي واحد منهم بالاتفاق (ص ۸) تین بیٹے ہوں پس عبد اللہ زید کے خلاف زید عمر کے خلاف اور عمر و عبد اللہ کے خلاف دلیل قائم کرے کہ باپ کا قاتل وہ ہے۔ سب کی دلیلیں قبول کی جائیں گی۔ اور قصاص ان میں سے کسی پر لازم نہیں آئے گا۔

معصوم بچی سے زیادتی کر کے

رجل جامع

صغيرة لا يجامع مثلها فعاتت ان كانت اجنبية تجب الدية (باب ۸ ص ۲۸) اجنبی بچی سے زنا کیا اور وہ مرگئی تو قصاص نہیں دیت واجب ہوگی۔

مقتول کی فرمائش پر

رجل امر غيره بان يقتله فقتله

بسیف فلا قصاص فيه ولا تلزمه الدية (باب ۹ ص ۳۰) دوسرے آدمی سے کہا مجھے قتل کر دو اس نے اسے تلوار کے ساتھ قتل کر دیا تو قاتل کے ذمہ قصاص ہے نہ دیت۔

آم کے آم گٹھلیوں کے دام

ولو قال القتل اخي فقتله

والامر وارثه قال ابو حنيفة استحسن ان اخذ الدية من القاتل (ص ۳۰) کسی سے کہا میرے بھائی کو قتل کر دو قتل کا حکم دینے والا مقتول کا وارث ہو اما صاحب فرماتے ہیں میں قاتل سے دیت لینے کو پسند کرتا ہوں۔

توبہ توبہ
ولو قال لرجل اقل ابی فقتله لعلى القاتل الد
یہ لا بنہ (ص ۳۰) کسی سے کہا میرے باپ کو قتل کر دو اس نے اسے قتل کر دیا تو قاتل سے دیت لے کر
اس کے بیٹے کو دی جائے گی۔

بچوں کے ذریعے اسمگلنگ
ولو غصب صیبا وقریبه الی
المہالک فہلک کان علیہ دینہ ان کان حرا (ص ۳۳) بچہ چھینا اور اسے خطرناک مقام کے قریب
یہ کر دیا اور وہ مر گیا تو قاتل پر قصاص نہیں صرف دیت ہے بشرطیکہ وہ بچہ آزاد تھا۔

کتاب الحیل

فجر کی سنتیں
والحیلة لمن اراد ان یقضی سنة الفجر بعد ما
صلی الفجر قبل ان تطلع الشمس ان یشرع فی السنة ثم یفسدھا علی نفسه ثم
یشرع فی صلوة الامام فاذا فرغ الامام من الفریضة یقضیھا قبل طلوع الشمس ولا
یکرہ لانھا بالافساد صارت دینا علیہ وقضاء الدین فی هذا الوقت لا یکرہ (فصل ۲
ص ۳۹۰) فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے اگر کوئی شخص فجر کی سنتوں کی قضا پڑھنا چاہتا ہے تو اس
کا حیلہ یہ ہے کہ یہ فجر کی سنتیں شروع کر کے توڑ دے اور امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے
جماعت سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے سنتوں کی قضا دے لے اور یہ مکروہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ
سنتیں توڑنے سے وہ اس پر قرض ہو گئیں اور قرض کی قضا اس وقت میں مکروہ نہیں۔

زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلہ
رجل له مائتا درهم اراد ان لا تلزمه
الزکوٰۃ فالحیلة له فی ذلك ان یتصدق بدرهم قبل تمام الحول بیوم حتی یکون

النصاب ناقصا فی آخر الحول او یهب ذالک الدرہم لابنہ الصغیرۃ قبل تمام الحول
 بیوم او یهب الدرہم کلما لابنہ الصغیرۃ او یصرف الدرہم علی اولادہ فلا تجب
 الزکاة (باب ۳ ص ۳۹۱) آدمی کے پاس پورا نصاب یعنی دو سو درہم ہیں وہ زکوٰۃ سے بچتا چاہتا ہے
 تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ وہ سال گزرنے سے ایک دن پہلے ایک درہم صدقہ کر دے تاکہ سال پورا ہونے پر
 اس کا نصاب ناقص رہ جائے یا سال ختم ہونے سے ایک روز پہلے ایک درہم اپنے چھوٹے بیٹے کو ہبہ کر
 دے یا تمام درہم اپنے چھوٹے بیٹے کو دے دے یا سارے درہم اولاد پر خرچ کر دے تاکہ وہ وجوب زکوٰۃ
 سے محفوظ ہو جائے۔

مصنوعی ہبہ

او یهب النصاب من رجل یشق بہ ثم یرجع بعد

الحول فی ہبۃ (ص ۳۹۱) یا قابل اعتماد شخص کو نصاب بخش دے پھر سال گزرنے کے بعد اپنا ہبہ
 واپس لوٹالے۔

سانپ مر گیا لاٹھی بچ رہی

رجل علیہ کفارة الیمین ولہ خادم

لا یجوز ان یکفر عن یمینہ بالصوم ولو باع الخادم او وہبہ من انسان ثم صام ثم
 رجع فی الہبۃ او اقال البیع فانہ یجوز صومہ ویبقى الخادم علی ملکہ فقد ہدی الی
 الحیلۃ (ص ۳۹۱) آدمی کے ذمہ قسم کا کفارہ ہو۔ اس کے پاس ایک غلام ہو اس کی موجودگی میں وہ
 روزہ سے کفارہ ادا نہیں کر سکتا تو اگر وہ غلام کو بیچ ڈالے یا کسی کو ہبہ کر دے پھر روزہ رکھ کر ہبہ لوٹالے یا بیچ
 واپس کر لے تو اس کا روزہ بھی جائز ہو جائے گا اور غلام پر اس کی ملکیت بھی بحال رہے گی۔

مذاق کی کوئی حد ہوتی ہے

اذا اراد ان یؤدی الفدیۃ

عن صوم ایبہ او صلاتہ وهو فقیر فانہ یعطی منین من الحنطۃ فقیرا ثم یتوہبہ ثم
 یعطیہ ہکذا الی ان یتیم (باب ۴ ص ۳۹۲) باپ کے روزے یا نماز کا نذیر دینا چاہتا ہے مگر وہ

غریب ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ کسی غریب کو دو ٹوپے گندم دے پھر اس سے واپس لے لے پھر اسے دے دے اور یہ لینے اور دینے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھے جب تک کہ فدیے کا حساب پورا نہ ہو جائے

کانوں کان خبر نہ ہو

رجل خطب امرأة الى نفسها فاجابه

الى ذلك وكرهت ان يعلم بذلك اولياؤها فجعلت امرها في تزويجها اليه يجوز هذا النكاح (فصل ۷ ص ۳۹۳) آدمی نے عورت کو نکاح کا پیغام دیا جو اس نے قبول کر لیا مگر چاہتی ہے کہ اس کے سر پرستوں کو پتہ نہ چلے پس اس نے پیغام دینے والے (دلہا) کو یہی اپنے نکاح کا وکیل مقرر کر دیا تو وہ نکاح جائز ہے۔

حلالہ کا محفوظ طریقہ

ان يقول الذي يريد التحليل قبل ان

يتزوجها ان تزوجتك وجامعتك مرة فانك تطلق ثلاثا (باب ۷ ص ۳۹۵) حلالہ کرنے والا قبل از نکاح عورت سے کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں اور ایک دفعہ تجھ سے مجامعت کر لوں تو تجھے تین طلاق۔

تار عنكبوت

المزارعة فاسدة عند ابي حنيفة خلافا لهما

..... والحيلة في ذلك حتى يجوز على قول الكل ان يتنازعا الى قاض يري المزارعة جائزة فيحكم بحوازاها فتجوز عند الكل (باب ۲۵ ص ۴۳۱) مزارعت امام ابو حنیفہ کے نزدیک ناجائز ہے صاحبین کے نزدیک جائز ہے اس بارے میں حیلہ یہ ہے کہ زمین کا مالک اور مزارع دونوں اپنا مقدمہ ایسے قاضی کے پاس لے جائیں جو مزارعت کو جائز جانتا ہو اور وہ اس کے جواز کا فیصلہ دے دے تو پھر امام صاحب سمیت سب کے مذہب میں مزارعت جائز ہو جائے گی۔